رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۰۶

ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجالانیوالا اکیلا اخبار

یھدی الله لنوره من یشاء

نور

دارالامان قادیان

۱۶ ۳ تاریخ نور

جلد ۶ | ایڈیٹر شیخ محمد یوسف سابق سورن سنگھ ودوان | نمبر ۲۰

ضوابط

[illegible] عوام سے ..... عہ

[illegible] ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عہ

[illegible] یازی قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ صہ

[illegible] کے اسمار گرامی اخبار کے سرپرستوں [illegible] میں لکھے جائینگے۔ اس کے علاوہ جو کچھ [illegible] ۔ علیحدہ تصور ہوگا۔

مورخہ

اگست سنہ ۱۹۱۸ء

KHILAFAT LIBRARY

مقاصد

۱۔ اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر بیان کرنا اور دیگر مذاہب پر اسکی حقیقت بیان کرنا۔

۲۔ آریوں اور عیسائیوں کے حملوں سے [illegible] بچانا۔

۳۔ الزامات کی گرد و غبار کو اسلام کے [illegible] عقلی و نقلی دور کرنا۔

۴۔ حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ [illegible] سلمانان میں پہنچانا اور انہیں اسلام [illegible]

۵۔ گورنمنٹ برطانیہ کی خیر [illegible]

مطا

۲۵ شوال المع [illegible] ۱۳۳۶ھ

حضرت خلیفۃ المسیح کا خاص ارشاد

نور کی اعانت کیلئے حضرت کا خاص ارشاد اسی اخبار کے صفحہ ۳ پر درج ہے۔ ہر ایک دوست خصوصیت سے حضرت کے اس اعلان کو پڑھے اور جہاں تک اسکی طاقت ہو اپنے دوسرے دوستوں کو بھی حضرت کے اس ارشاد سے آگاہ کرے۔ انجمنوں کے سکرٹری صاحبان اپنی اپنی انجمنوں میں حضرت کے اس اعلان کو ہر ممکن طریق سے عملی جامہ پہنانے کی کوشش فرماویں تاکہ میں آئندہ اخبار میں بہت سے احباب کرام کی فہرست پیش کر سکوں۔

اس وقت تک جن بزرگوں نے نور کی اعانت میں حصہ لیا ہے۔ ان کے اسمار مبارک درج ذیل ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح ۵ خریداروں کی قیمت اپنے ذمہ لیتے ہیں ۱۰۰ عہ

حضرت میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی	۱۰ عہ
جناب ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب	۵ صہ
جناب بابو جمال الدین صاحب کلیم [illegible]	۵ عہ
جناب مولوی فضل الٰہی مسجد حافظ ہریانہ	۱ عہ
جناب ملک محمد خانصاحب محرر جوڈیشل	۵ عہ
جناب سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب	۱۰ عہ
اہلیہ مکرمہ جناب سیٹھ صاحب کرم	۵ صہ
جناب سیٹھ صاحب کرم کے ماموں صاحب	۵ عہ
جناب شیخ رحیم علی صاحب گرداور [illegible]	۵ عہ
جناب خان بہادر شیخ محمد حسین صاحب [illegible]	۵ عہ
اخوندزادہ محمد افضل خانصاحب سب انسپکٹر پولیس	۱۰ عہ
جناب منشی علاؤالدین صاحب ڈاک منشی للوہر	۱۰ عہ
جناب شیخ حسن احمدی یادگیر	۱۲ عہ
جناب بابو شاہ عالم صاحب ہیڈ کلرک	۵ صہ
جناب حکیم محمد قاسم صاحب فیل کلرک	۱۰ عہ
جناب احمد جان واصل باقی نویس	۷ عہ
جناب اکبر علیصاحب ورک انسپکٹر	۱۰ عہ
جناب سیٹھ ابوبکر یوسف جدہ انکا چک پہنچ گیا ہے جو بھیجا گیا ہے	۵۰ صہ

میزان

۲۰۹ روپیہ ۸ آنہ

خرید کتب

منشی عبدالعزیز صاحب

جناب غلام حیدر خاں منیجر تھیلوار ہے شیخ میر بخش سوداگر چرم ہے

جناب عبدالواحد علوائی ۵ عہ جناب بابو دلاور خانصاحب ۱۰ عہ

منشی عبدالرحمن صاحب مسکول ماسٹر ۱۰ عہ میزان للوہر ۱۱ عہ

کسقدر رقم خریدار ہونے

معرفت مرزا احمد بیگ صاحب کوئٹہ ۷

جنہیں سے ۲ کی قیمت وصول اور باقی ۵ کے نام وی پی کو گئے ہیں۔ جناب عبدالواحد صاحب علوائی ایک خریدار۔ جناب منشی غلام حیدر صاحب ۲ خریدار ایک خریدار کی قیمت وصول۔ جناب عبداللہ خانصاحب منیجر سرگودہا تین خریدار دو ۶ ماہ کے لئے اور ایک سال کیلئے تینوں کے نام وی پی کئے گئے۔ جناب صوفی علی محمد صاحب ۲ خریدار

وعدے

چوہدری نصراللہ خانصاحب سب اوورسیر مبلغ ۱۰ عہ کا وی پی بھیجنے کی اجازت دیتے ہیں جو ارسال کیا گیا۔ جناب گلاب خاں صاحب سب ڈویژنل آفیسر ماہ اگست میں ۱۰ عہ کا وی پی بھیجنے کیلئے وعدہ [illegible] ہیں۔ جناب بابو فخرالدین صاحب [illegible] کلرک کھیل کور جناب منشی حسن [illegible] ہیڈ کنسٹبل تنخواہ ملنے پر دس دس روپیہ بھیجنے کا وعدہ فرماتے ہیں۔ اسی طرح جناب بابو محمد عالم صاحب پوسٹ جناب منشی محمد حسین [illegible] سب اوورسیر جناب ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب کوئٹہ تنخواہیں ملنے پر حسب توفیق بھیجنے کا وعدہ فرماتے ہیں۔ اور جناب شیخ غلام حیدر صاحب پنشنر انسپکٹر دس روپیہ بھیجنے کا وعدہ فرماتے ہیں۔ گویا اس حساب سے ۲۰۹ روپیہ اعانت فروخت کتب للوہر ۱۱ عہ یعنی کل آنہ ۳۲۳ کی اعانت ملی اور پانچ نئے خریدار دو نکی قیمتیں وصول ہوئیں اگر یہ بھی سامل کر لئے جائیں تو میزانکل آنہ ۳۲۸ ہو جاتی ہے اور اسوقت اخبار نور کو زندہ رکھنے کیلئے کم از کم ایکہزار روپیہ کی ضرورت ہے جسمیں سے آنہ ۳۲۸ وصول اور باقی آنہ ۱۲۔۸۔۷۶۸ آنے چاہئیں۔ یہ روپیہ خواہ آپ اعانت و یکمشت دیں یا کتابیں خرید کر اور یا خریدار بڑھا کر مگر اخبار نور کے زندہ رکھنے کے لئے باقی ۱۲۔۸۔۷۶۸ روپیہ کی اشد ضرورت ہے۔ یہ نور کی زندگی اور موت کا سوال ہے۔ اسمونقہ پر اگر کوئی ایک پیسہ بھی دیگا تو وہ بھی شکریہ سے قبول کیا جائیگا۔ ورنہ بھی مدد کسی کام کی نہیں۔ اسوقت تک صرف ۳۲ خریداروں نے اپنا فرض ادا کیا اور ابھی ۳۶۸ خریداروں پر یہ فرض جوں کا توں قائم ہے۔ جب ۳۲ خریداروں کی اعانت ۲۳۱ جمع کر دیجئے تو ۳۶۸ کے لئے ۷۶۸ روپیہ کا جمع کرنا کونسی بڑی بات ہے۔ خدا جانے یہ باقی ۳۶۸ خریدار کس موقعہ کے منتظر ہیں۔ شاید ان کے دلمیں یہ خیال ہو کہ جب نور بند ہو جائیگا اسوقت ہم مدد کرینگے۔ پیار و پھر مدد کرنیکا کیا فائدہ یہی وقت ہے جن مہربانوں کو خصوصیت سے مخاطب کیا گیا تھا۔ انمیں سے مکرم و معظم جناب نواب محمد علیخاں مکرم و معظم جناب مولوی غلام اکبر خانصاحب جج ہائیکورٹ

KHILAFAT LIBRARY

میں چلا

ابھی وقت ہے بچانا ہے تو بچالو

اس ناگوار سلسلہ کا یہ چوتھا نمبر لکھ رہا ہوں۔ افسوس کہ ابھی تک قوم نے بہت ہی کم توجہ کی ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس سے بڑھکر نور پر اور کونسا نازک وقت آئیگا۔ نور نو سال سے جاری ہے اسوقت تک جیسا بھی ہوا تنگی و ترشی سے گذارا کیا گیا۔ مگر اب جبکہ پانی سر سے گذر گیا۔ اور ان حالات میں نور کا جاری رکھنا میری طاقت سے باہر ہو گیا۔ تو مجبوراً مجھے یہ ناگوار پہلو ناظرین کے سامنے رکھنا پڑا۔ یہ امر واقعہ ہے کہ میری کسی کوتاہی سے نور کو نقصان نہیں پہنچا۔ ایک وقت میں انسان ایک ہی کام کر سکتا ہے۔ یا تو باہر جا کر تبلیغ کرے۔ اور یا وقت پر دوستوں کو اخبار پہنچائے۔ ایک ہی بات ہو سکتی ہے۔ ہاں یہ قوم کا فرض ہونا چاہیئے تھا کہ وہ نور کو اس قابل اطمینان حالت تک پہنچا دیتی۔ کہ میں کم از کم ایک نائب ایڈیٹر تو رکھ سکتا۔ جو میری عدم موجودگی میں دوستوں کو اخبار وقت پر دیتا رہتا اور آج نور کو یہ روز بد دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔ اور عین عالم شباب میں ہی بڑھاپا نہ آجاتا۔ دوستو خدارا غور کرو کیا تم پسند کرتے ہو کہ تمام ہندوستان میں سکھوں اور آریوں میں اشاعت کرنیوالا ایک ہی اکیلا پرچہ اور تو اور جس کے کارمائے نمایاں کے دشمن بھی معترف ہیں۔ کیا آپ لوگوں کے لئے یہ کچھ کم قابل غور امر ہے۔ کہ آج وہ محض آپکی بے پرواہی سے موت کے گھاٹ اتر جائے۔ خدارا غور کرو کیا نور کا بند ہو جانا قوم کے وقار کو بڑھا دیگا۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ نور کے بند ہو جانے سے ہندوستان میں سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کی ایک زبردست تحریک کو ایک ناقابل برداشت دھکا لگے۔ اور محض آپ لوگوں کی سستی اور غفلت سے آریوں اور سکھوں کے گھروں میں گھی کے چراغ جلنے لگیں۔ کیا آپ لوگوں کی غیرت اسبات کو گوارا کرتی ہے۔ خدا کے لئے آپ اپنے گریبانوں میں منہ ڈالکر دیکھو آج نور کی اعانت کے لئے میں ایسے شخص کا پیغام آپ لوگوں تک پہنچاتا ہوں۔ جو دنیا میں ہمارا سب سے بڑا خیر خواہ ہے۔ اور جس کی ہر ایک بات ہماری خیر خواہی اور بہتری پر مبنی ہوتی ہے۔ اور جس کے حکم کو سر آنکھوں پر رکھنا ہمارے لئے ہر دو جہاں کی برکت ہے۔ خدارا آپ ایسے خیر خواہ اور ہمدرد کا اعلان اسی اخبار کے صفحہ ۳ پر ملاحظہ فرماویں۔

اس میں حضرت خلیفۃ المسیح بہ تاکید فرماتے ہیں۔ کہ "کام کرنے والے لوگوں کی اعانت ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ نور اپنا کام خوب اچھی طرح سے کر رہا ہے" پیارو حضرت خلیفۃ المسیح کے الفاظ کو بار بار پڑھو۔ اور غور کرو اور پھر غور کرو۔ کہ حضرت صاحب کا کیا منشا ہے۔ اول آپ فرماتے ہیں کہ کام کرنے والے لوگوں کی اعانت ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ نور اپنا کام خوب اچھی طرح سے کر رہا ہے۔ اور پھر آگے چلکر حضرت جماعت کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ "ہماری جماعت اپنی فرض شناسی سے غافل نہیں رہیگی۔ اور ہر ایک احمدی نور کی اشاعت کی ترقی کو اپنا فرض خیال کریگا" پھر حضرت نے اس پر بھی اکتفا نہیں فرمایا پانچ خریداروں کی قیمت اپنے ذمہ لیتے ہیں۔ اور اس سے تینتیس ۳۳ غیر مسلموں کو نور سے منور فرماتے ہیں حضرت کے پانچ خریدار یقیناً مجھ کو پانچسو سے بھی بڑھکر ہیں میں حضرت کی مالی حالت سے کسیقدر واقف ہوں۔ اور خصوصاً بیماری کے ایام میں تو حضرت کا بہت ہی خرچ ہوا ہے۔ اور اس حالت میں حضور اگر ایک خریدار کی قیمت بھی عطا فرماتے تو بھی زیادہ تھی۔ مگر نہیں حضرت پانچ خریداروں کی قیمت اپنے ذمہ لیتے ہیں۔ پانچ کا عدد نہایت مبارک ہے۔ اور میرا یہ ایمان ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ حضور کے یہ پانچ خریدار پانچہزار کو لائیں گے۔ اور پھر حضرت فرماتے ہیں کہ فی الحال اس مضمون کو شائع کیا جائے اور بعد میں بالتفصیل بھی لکھونگا" میں ہر ایک دوست کو تاکید اکید کرتا ہوں کہ وہ نور کی سعی اور بہتری کے لئے دامے درمے قدمے سخنے اعانت سے کام لیں۔ اور نور کی حالت کو اس اطمینان کے درجہ تک پہنچا دیں۔ کہ دوبارہ حضرت کو تفصیل کے ساتھ لکھنے کی ضرورت نہ پڑے۔ اس وقت تک جو کچھ نور کو اعانت ملی ہے۔ وہ صفحہ اول پر درج ہے۔ دوست ملاحظہ فرمالیں۔ اسوقت کم از کم نور کی اعانت کے لئے ایکہزار روپیہ کی ضرورت ہے۔ جس میں سے اسوقت تک صرف ۱۳۳ روپیہ وصول ہوا ہے۔ ابھی ۷۶۷ باقی ہے اور اسے پورا بھی آپ لوگوں نے ہی کرنا ہے۔ اسکی تین صورتیں ہو سکتی ہیں۔ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے وہ اپنی گرہ سے روپیہ دیکر نور کی مالی مشکلات کو دور کریں۔ اور اپنی طرف سے غیر مسلموں کے نام نور جاری کرا کر ثواب دارین حاصل کریں۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے ۳۳ غیر مسلموں کو نور سے منور کرنا چاہا ہے۔

دوم۔ دوست اپنے احباب کرام میں نور کی خریداری کی تحریک کریں۔ اور ہر ایک دوست اس بات کو اپنا فرض سمجھ لے۔ کہ جب تک نور کے لئے کوئی خریدار پیدا کر نہیں لینا۔ آرام کی نیند نہیں سونا۔ اگر کوئی شخص کسی کام کو کرنا چاہے۔ تو وہ بڑے بڑے کام کر گذرتا ہے دو چار خریداروں کا پیدا کرنا کونسا مشکل ہے۔

سوم۔ جو دوست ایسے ہی مجبور ہیں کہ وہ ہر دو مذکورہ بالا تجاویز پر عمل کرنے سے معذور ہوں۔ وہ نور کے بڈپو سے کتابیں خریدلیں۔ غرضیکہ اس نازک وقت میں جسطرح بھی ہو سکے نور کی اعانت کر کے ثواب دارین کے وارث بنیں۔ اور ہر ایک دوست اگر حضرت خلیفۃ المسیح کی اس بے بہا نصیحت پر عمل کرے کہ "کام کرنیوالے لوگوں کی اعانت کرنا ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ نور اپنا کام خوب اچھی طرح سے کر رہا ہے۔ اور ہماری جماعت اپنی فرض شناسی سے غافل نہیں رہیگی۔ اور نور کی اشاعت و ترقی کو اپنا فرض خیال کریگی" تو نور کی مالی مشکلات جنکی وجہ سے نور کی زندگی کا چراغ ٹم ٹما رہا ہے۔ ایک ہفتہ کے اندر اندر ہی طے ہو سکتی ہیں۔ اس ضمن میں یہ بات نہایت خوشی سے سنی جائیگی۔ کہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے نور کی خریداری منظور فرمائی یہ شدید تپش اور جلن کی حالت میں خوشگوار ہوا کی جھونکے باران رحمت کی خوشخبری کا پیغام لا رہے ہیں۔ اور اس امر کا یقین دلا رہے ہیں۔ کہ خدا کے فضل سے نور کی مالی مشکلات سے نجات پانے کے دن قریب آرہے ہیں۔

یہ بات خوشی سے سنی جائیگی کہ مکرم سید عبداللہ الدین صاحب جو اسوقت تک للہ نور کو اعانت دے رہے آئندہ کیلئے فرماتے ہیں۔ کہ جب تک اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دیگا میں پانچ روپیہ ماہوار دیتا رہونگا۔ اسی طرح قبلہ بابو جمال الدین صاحب کلیم انسپکٹر بجائے جگر کے عوض سالانہ قیمت دینے کا وعدہ فرماتے ہیں۔ ابھی ایکہزار روپیہ پورا کرنے کے لئے مبلغ ۷۶۷ روپیہ کی ضرورت ہے۔ ضرورت ہے کہ دوست بہت جلد اس کمی کو پورا کریں۔

جواب کا منتظر

محمد یوسف ایڈیٹر نور قادیان

نور کی اعانت کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا خاص ارشاد ہر ایک دوست خاص توجہ سے پڑھے اور اپنے دوسرے دوستوں کو بھی خاص توجہ سے پڑھائے حضرت دلہوزی سہی خاکسار کو تحریر فرماتے ہیں

KHILAFAT LIBRARY

شیخ محمد یوسف صاحب

السلام علیکم یہ میری عبارت اخبار میں اور دیگر اخبارات میں چھپوا دیں

برادران السلام علیکم۔ ایڈیٹر صاحب نور کی اپیل آپ لوگوں نے پڑھی ہوگی۔ کام کرنے والے لوگوں کی اعانت ہر ایک احمدی کا فرض ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ نور اپنا کام خوب اچھی طرح سے کر رہا ہے میں امید کرتا ہوں کہ ہماری جماعت اپنی فرض شناسی سے غافل نہیں رہے گی۔ ہر ایک احمدی نور اور دیگر اخبارات اور رسالہ جات کی اشاعت کی ترقی کو اپنا فرض خیال کرے گا۔ سر دست میں بھی پانچ اخبارات کی قیمت اپنے ذمہ لیتا ہوں۔ اس رقم کو اسطرح خرچ کیا جاوے کہ اس سے چند ایسے غیر مسلموں کے نام جو چھ ماہ سالانہ اخبار کی قیمت دینے کیلئے تیار ہوں اخبار نور سال بھر کے لئے جاری کیا جاوے۔

فی الحال میرے مذکورہ بالا مضمون کو آپ شائع کریں بعد میں میں کچھ بالتفصیل بھی لکھونگا۔

خاکسار
مرزا محمود احمد

شیخ محمد یوسف صاحب

اسلام علیکم (یہ میری عبارت اپنے اخبار میں اور دیگر اخبارات میں چھپوا دیں) برادران السلام علیکم۔ ایڈیٹر صاحب نور کی اپیل آپ لوگوں نے پڑھی ہوگی۔ کام کرنے والے لوگوں کی اعانت ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ نور اپنا کام خوب اچھی طرح سے کر رہا ہے۔

میں امید کرتا ہوں کہ ہماری جماعت اپنی فرض شناسی سے غافل نہیں رہے گی۔ ہر ایک احمدی نور اور دیگر اخبارات اور رسالہ جات کی اشاعت کی ترقی کو اپنا فرض خیال کرے گا۔ سر دست میں بھی پانچ اخبارات کی قیمت اپنے ذمہ لیتا ہوں۔ اس رقم کو اسطرح خرچ کیا جاوے کہ اس سے چند ایسے غیر مسلموں کے نام جو چھ ماہ سالانہ اخبار کی قیمت دینے کیلئے تیار ہوں اخبار نور سال بھر کے لئے جاری کیا جاوے۔

فی الحال میرے مذکورہ بالا مضمون کو آپ شائع کریں بعد میں میں کچھ بالتفصیل بھی لکھونگا۔

خاکسار مرزا محمود احمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آریہ سماج کی مذہبی تصانیف سے کچھ گورنمنٹ عالیہ کی توجہ کے قابل

محمد نصیر الدین غفرلہ

KHILAFAT LIBRARY

خدا بہتر جانتا ہے۔ کہ ہم اس وقت ہرگز اس امر کے روادار نہیں تھے۔ کہ اسوقت جبکہ نسبتاً امن کی زیادہ ضرورت ہے۔ اور ہر طرف سے ہندو مسلم اتحاد کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔ کوئی ایسا شوشہ بپا کیا جاتا۔ جو ایک یا دوسری وجہ سے مذہبی دنیا میں کوئی خاص انگیخت یا حرکت کا موجب ہوتا۔ مگر آریہ گزٹ کے حد سے زیادہ جوشیلے اور چلبلے ایڈیٹر کو ایسے نازک وقت میں بھی امن سے بیٹھنا پسند نہیں تھا۔ اس نے خواہ مخواہ احمدیہ جماعت جیسی امن جو اور صلح و آشتی کی دلدادہ جماعت پر بھی اپنے گند کے چھینٹے پھینکنے شروع کئے۔ اور درثمین جیسی بے نظیر کتاب جس میں معرفت الٰہی و اخلاقی تعلیم کے خزائن بھرے پڑے ہیں۔ ایسی کتاب کی ضبطی کے متعلق بے ہنگم مضامین لکھکر اور ہمارے واجب الاحترام امام کی شان میں حد سے بڑھی ہوئی گستاخی سے کام لیکر ہمارے منجمد خون میں بھی حرارت پیدا کر دی۔ اب جو کچھ ہماری طرف سے ہو رہا ہے۔ محض ری ایکشن یا فعل و انفعل یا ڈیفنس ہے اور اس وقت ہماری حیرت کی کوئی حد نہیں رہتی جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ دوسروں پر اندھا دھند الزام لگانا آریہ سماج میں ایک معمول ہو گیا۔

آریہ سماجی آرٹ

دوسروں پر من گھڑت الزام لگانے کا آریہ سماج میں جو "ہنر" کام کر رہا ہے۔ اس کی نسبت لالہ کالنشی ناتھ صاحب بی اے۔ وکیل مورخہ ۱۰۔ اگست ۱۹۰۹ء کے پرچہ پتندر میں اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر جو شہادت دی تھی۔ وہ یہ ہے:۔

"دوسروں پر جھوٹے الزام اور اتہام گھڑنا اور انکو بدنام کر کے گرانا آریہ سماج کے اندر ایک آرٹ (ہنر) بن گیا ہے۔"

اس قابل تعریف آریہ سماجی ہنر کے متعلق لالہ گھاسی رام صاحب ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی ویدک میگزین میں لکھتے ہیں "مخالفین کی بھیانک سے بھیانک تصویر کھینچنی اور ان کے ادنیٰ نقصوں کو خطرناک گناہ کے درجہ تک ظاہر کر دینا۔ ہمارے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے۔"

اسیطرح اخبار پتندر مورخہ ۱۰۔ اگست ۱۹۰۹ء میں لالہ اچھرو رام صاحب آریہ سماجی لکھتے ہیں کہ:۔

"انہوں نے اگر نوجوانوں کو کچھ سکھانے کی کوشش کی ہے۔ تو محض ناجائز نکتہ چینی خودسری۔ منہ زوری۔ بزرگوں کی گستاخی۔"

آریہ سماجی ہنر کے متعلق لالہ منشی رام حال سوامی شردھانند کی رائے۔

سوامی شردھانند صاحب (سابق مہاتما منشی رام) آریہ سماج کے مسلمہ لیڈر ہیں۔ انہوں نے ۱۹۱۰ء میں دکھے دل کی پر درد داستان کے نام سے ایک کتاب لکھی تھی۔ وہ دیانند کالج پارٹی کے رہبر یا لیڈر لالہ مولراج ایم۔ اے کی نسبت لکھتے ہیں۔ کہ

"لالہ صاحب نے اپنے چیلوں کو سکھا دیا تھا۔ کہ اگر دوسری طرف سے پانچ سچے اعتراضات ہوا کریں۔ تو تم اپنی طرف سے دس جھوٹے اعتراضات جڑ دیا کرو۔ پھر شور مچ جایا کرے گا۔ اور پبلک کو سچ جھوٹ میں تمیز کرنے کا موقع ہی نہ رہے گا۔ نہ صرف یہی بلکہ ایک اور بہترین تدبیر بھی بتلا دی۔ اور سمجھا دیا کہ ایک معمولی سچے واقعہ کو لیکر اس کے گرد جسقدر جھوٹ کا خول پہنا سکتے ہو۔ پہنا دو۔ پھر دیکھیں کس میں طاقت ہے۔ کہ تمہاری تردید کر سکے۔ لالہ مولراج کی اس بے بہا نصیحت پر عمل کرتے ہوتے لالہ ہنسراج اور اس کے ہم خیالوں نے آج تک گذارہ کیا ہے۔ اور آئندہ بھی کرنے کی امید رکھتے ہیں۔"

آریہ سماج کے لیڈروں کی گواہی سے ہی یہ امر ثابت ہے۔ کہ آریہ سماج کسی پر نکتہ چینی کرتا ہوا جائز و ناجائز سچ و جھوٹ کی تمیز کو چنداں روا نہیں رکھتا۔

مگر حیرت اور تعجب تو یہ ہے کہ ہمارے آریہ دوست شیش محل میں بیٹھکر دوسروں پر پتھر پھینکنا کیوں ضروری سمجھتے ہیں۔ خود دریا کے کنارے ریت کے تودے پر کھڑے ہو کر وہ پہاڑی قلعہ پر کنکر پھینکنے سے کیوں نہیں چوکتے۔

عالمگیر بادشاہت کے لئے دعا

شری سوامی دیانند صاحب آریہ بھے ونی کے پہلے اڈیشن کے پرارتھنا نمبر ۴ صفحہ ۲۵-۲۶ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"ہے مہادانا ایشور اگنی آپ کی کرپا سے ..... سورن رتن آدی تھا چکرورتی راجیہ ..... میں پراپت ہوں۔"

اردو ترجمہ:۔ اے مخیر اعظم آگ ایشور آپ کی مہربانی سے سونا جواہرات وغیرہ اور عالمگیر سلطنت حاصل ہو۔"

پھر آگے فرماتے ہیں:۔

ہوم رول کیلئے دعا

پرارتھنا۔ ہے اندر پرماتمن ..... کسی بدھ میں کھشین ہو کر ہم پر اجے کو نہ اگن کر کے نشٹ کر دے۔ ہمارے لئے چکرورتی راجیہ اور سوراجیہ دین کو سکھ سے پراپت کرا رتھات آپ کی کرپا سے ہمارا راجیہ اور دین مدا برودھی کو ہی پراپت ہو۔ آریہ بھے ونی پرارتھنا نمبر ۳۴ صفحہ ۱۲۷-۱۲۸:۔

اردو:۔ اے خدا کسی لڑائی میں کمزور ہو کر ہم لوگ شکست نہ کھائیں۔ ہمارے دشمن کی طاقت اور بہادری کو تم توڑ پھوڑ کر غارت کر دو۔ ہمیں آسمانی سے عالمگیر سلطنت اور شہنشاہت دو یعنی آپ کی مہربانی سے ہماری اپنی ہی بادشاہت اور ہماری دولت ہمیشہ ترقی کرتی رہے۔ آگے اور لیجئے:۔

پرارتھنا۔ ہے انت بدیا سے بھگوان سنسار میں ہم سب سے ادھک پرکاشت ہوں۔ اور ایونیہ پرتی سے پرم دیہ پراکرم نشکنٹک چکرورتی راجیہ بھوگیں آریہ بھے ونی صفحہ ۱۶۵

ترجمہ:۔ اے لامتناہی علم والے بھگوان ہم لوگ اس دنیا میں سب سے زیادہ روشن ہوں۔ اور کامل لگاؤ سے سب سے زیادہ اور بے خطر اپنی عالمگیر سلطنت کریں

پرارتھنا:۔ اے سرب سوامی ایشور .....

جب تک جیویں تب تک سدا چکرورتی راجیہ آدی بھوگ سے سکھی رہیں۔ آریہ بھے ونی پرارتھنا ۱۳ ص ۲۱۸ ترجمہ:۔ اے سب کے مالک ایشور ہم لوگ جب تک زندہ رہیں۔ تب تک عالمگیر سلطنت کے سکھوں سے سکھی رہیں۔

کسی غیر ملک کی بادشاہت کے ماتحت نہ رہنے کیلئے آرزو

پرارتھنا۔ ہے مہاراج اودھیراج پربھو ہمیں اتیہ دیش باسی راجہ ہمارے دیش میں کبھی ہوں تھا ہم لوگ پرادھین کبھی نہ ہوں۔

آریہ بھے ونی پرارتھنا نمبر ۳۱ صفحہ ۲۷۴

اردو ترجمہ:۔ اے احکم الحاکمین غیر ملک کے رہنے والے ہمارے کبھی بادشاہ نہوں اور ہم لوگ کسی غیر قوم کے

KHILAFAT LIBRARY

بادشاہ کے کبھی ماتحت نہ ہوں۔

بدیشیوں کے پاؤں کے نیچے ویسی جاؤں کا روندھا جانا

سوامی دیانند کا کلام:- "اب ابھاگیہ اودے سے اور آریوں کے آلسیہ پرمادپرسپر کے ورودہ سے انیہ دیشوں کے راجیہ کرنے کی تو کتھا ہی کیا کہنی کنتو آریہ ورت میں بھی آریوں کا اکھنڈ سوتنتر۔ سوادھین نربھے راجیہ اس کے سمے نہیں ہے۔ جو کچھ ہے سو بھی بدیشیوں کی پادا کرانت ہو رہا ہے۔" (ہندی ستیارتھ پرکاش طبع دوم صفحہ ۲۲۶) اردو ترجمہ:- اب بدقسمتی اور آریوں کی سستی غفلت اور آپس کے نفاق سے صرف یہی نہیں کہ اور ملکوں میں ان کا راج نہیں ہے بلکہ انڈیا میں بھی آریوں کی پوری پوری خود مختار بے روک۔ اور بخوف حکومت نہیں ہے۔ اور جو کچھ ہے بھی وہ بھی بدیشیوں کے تحت میں ہے

بدیشیوں کے راج سے آریوں کو دکھ اور افلاس کے سوائے اور کچھ بھی حاصل نہیں ہو سکتا

سوامی دیانند کا کلام:- "جب سودیش ہی میں سودیشی لوگ ویوہار کرتے اور پردیشی ہو دیش میں ویوہار و راجیہ کریں۔ تو بنا دارِدریہ اور دکھ کے دوسرا کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔" (ہندی ستیارتھ پرکاش طبع دوم صفحہ ۲۶۲) اردو ترجمہ:- جب اس دیش کے باشندے صرف اپنے ہی دیش میں کاروبار کرتے ہوں۔ اور بدیشی لوگ اس ملک میں آکر نہ صرف تجارت [illegible] کرتے ہوں۔ تو پھر اس ملک کے آدمیوں کو [illegible] اور کیا نصیب ہو سکتا ہے۔

گئو رکھشا کے نام سے غیر ملک کے رہنے والوں کے خلاف نفرت پھیلانے کا کام

پنڈت دیانند کا کلام:- "دیکھو جب آریوں کا راجیہ تھا۔ تب یہ مہاپاپکارک گائے آدی پشو نہیں مارے جاتے تھے۔ تبھی آریہ ورت وا نیہ بھوگوں دیشوں میں بڑے انند میں منش آدی پرانی ورتتے تھے۔ کیونکہ دودھ۔ گھی۔ بیل آدی پشوؤں کی بہوتائی ہوتے سے ان رس پشکل پدارتھ ہوتے تھے۔ جب سے بدیسی مانسہاری اس دیش میں آکے گئو آدی پشوؤں کے مارنے والے مدیہ پانی راج ادھکاری ہوئے تب سے کرم شا آریوں کے دکھ کی بڑھتی ہوئی جاتی ہے۔" (ستیارتھ پرکاش ہندی طبع دوم صفحہ ۲۶۶)

اردو ترجمہ:- دیکھو جب (دنیا میں) آریوں کا راجیہ تھا۔ تب یہ سب گائے وغیرہ نہایت مفید جانور تو نہیں مارے جاتے تھے۔ اسی سبب سے آریہ ورت اور دنیا کے اور ملکوں میں انسان وغیرہ۔ جاندار بہت آرام اور آسایش سے رہتے تھے کیونکہ دودھ۔ گھی۔ بیل وغیرہ چوپایوں کی بہتات ہونے کیوجہ سے کھانے پینے کی چیزیں سب دلخواہ میسر آتی تھیں۔ مگر جب سے گئوؤں وغیرہ کے مارنے والے گوشت خور اور شراب نوش بدیشیوں نے اس ملک پر حکومت حاصل کی ہے۔ تب سے آہستہ آہستہ آریوں کا دکھ بڑھتا جا رہا ہے۔

گوشت خوروں کے خلاف نفرت پھیلانے کا کام

سوامی دیانند کا کلام:- "ان پشوؤں کے مارنیوالوں کو سب منشوں کی ہتیا کرنے والے جاننے گا۔" (ہندی ستیارتھ پرکاش طبع دوم صفحہ ۲۶۶)

اردو ترجمہ:- ان حیوانوں کے مارنیوالوں کو سب انسانوں کے مارنے والا سمجھنا چاہیئے۔

قتل کرنے کی تعلیم

سوامی دیانند کا کلام:- "یہ لکھ چکے ہیں کہ آریہ نام دھارک بدوان اور آپت پرشوں کا اور ان سے بپریت جیون کا نام دسیوا رتھات ڈاکو دشٹ ادھارمک اور ابدوان ہے۔" (ہندی ستیارتھ پرکاش طبع دوم صفحہ ۲۵۳)

اردو ترجمہ:- جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ آریہ نام دھارمک عالم اور راستبازوں کا اور ان کے برعکس جو لوگ ہیں ان کا نام ڈاکو بداعمال ادھارمک اور جاہل ہے۔

"دشٹ پرشوں کے مارنے میں ہتیا کو پاپ نہیں ہوتا۔ چاہے پرسدھ مارے چاہے اپرسدھ کیونکہ کرودھی کو کرودھ سے مارنا جانو کرودھ سے کرودھ کی لڑائی ہے۔"

اردو ترجمہ:- دشٹ پرشوں کے مارنے میں قاتل کو گناہ نہیں ہوتا۔ خواہ وہ انہیں کھلم کھلا قتل کر ڈالے۔ خواہ چھپ کر کیونکہ غصہ والے کو غصے سے مارنا گویا غصہ سے غصہ کی لڑائی ہے۔

ویدوں کے نہ ماننے والوں کے لئے جلاوطنی کا حکم

سوامی دیانند کا کلام:- "جو ویدادر دیدانوگیوں آپت پرشوں کے لئے شاستروں کا اپمان کرتا ہے۔ اس ویدنندک ناستک کو جاتی پنکتی اور دیش سے باہر کر دینا چاہیئے۔" (ستیارتھ مذکور صفحہ ۵۳)

اردو ترجمہ:- جو وید اور ویدوں کے موافق راستباز شخصوں کے لکھے ہوئے شاستروں کی بے عزتی کرتا ہے۔ ایسے وید کی نندا کرنیوالے ناستک کو قوم مجلس اور ملک سے باہر نکالدینا چاہیئے۔

اس پر بس نہ کر کے سوامی دیانند نے اپنے رگوید بھاشیہ مطبوعہ سمت ۱۹۳۵ بکرمی کے صفحہ ۷۲ پر ایک وید منتر کا ترجمہ کرتے وقت اس بارے میں یہ ایک اور فتویٰ دیا ہے۔

"ناستک نندک [illegible] منش ہیں ہم سب لوگوں کے لوا اس استھان سے دور چلے جاویں۔ کنتو لنشچے کر کے اور دیشوں سے بھی دور ہو جاویں۔"

اردو ترجمہ:- اور جو منکر (ویدوں کی) نندا کرنیوالے یا دھوکے باز انسان ہیں۔ وہ سب ہم لوگوں یعنی آریوں کے مقاموں سے دور چلے جاویں بلکہ تحقیق اور ملکوں سے بھی نکل جاویں۔

غیر ویدک ہر میوں کے بیخ و بن سے غارت کئے جانیکے لئے پرارتھنا

مبادا مذکورہ بالا وید منتر سے آریوں کو کچھ غلط فہمی ہو۔ اس لئے ان کے لئے ایک اور پرارتھنا کے ہر روز کرنیکا حکم دیا ہے۔ چنانچہ سوامی دیانند آریہ بھی دینے کے چھپے ایڈیشن کے صفحہ پر رگ وید کے منتر کی بیاکھیا کرتے ہوئے اپنے پیروؤں کو یہ پرارتھنا سکھلاتے ہیں۔

"ہے یتھایوگیہ سب کو جاننے والے ایشور!..... جو ناستک ..... وید ودیا ورودھی انارید منش سرب اپکارک یگیہ کے ودھونس کرنے والے ہیں۔ ان سب دشٹوں کو آپ موں سہت نشٹ کر دیجئے۔"

اردو ترجمہ:- اے سب کو انکی حالت کے موافق جاننے والے ایشور!..... جو ویدوں کے علم کے مخالف اناڑی لوگ سب کے بھلے کے یگیہ کو نشٹ کرنیوالے ہیں۔ ان سب دشٹوں کو جڑ سمیت غارت کر دیجئے۔

غالباً اسی تعلیم سے موثر ہو کر گورو کل کے ناظموں نے گورو کل سے ایک کتاب پرنس بسمارک نامی شائع کی ہے۔ جسمیں آزادی کے سبق کی بار بار گردان کیگئی ہے۔ ہم حیران ہیں کہ ایک مذہبی سوسائٹی کو نپولین بوناپارٹ یا پرنس بسمارک کی سوانح عمری سے کیا لگاؤ۔ گورو کل جیسے مذہبی استھان کے لئے تو یہ زیبا تھا۔ کہ ویدوں اور اپنشدوں وغیرہ کے ترجمے شائع کرتا نہ کہ پرنس بسمارک اور نپولین وغیرہ از سر تا پا سیاسی آدمیوں کی سوانح لکھنے بیٹھتا۔ اور پھر دوران جنگ میں پرنس بسمارک کی سوانح عمری شائع کرنا کسی طرح بھی زیبا نہیں تھا۔ کم از کم ہمارے دوستوں کو موقع اور محل تو ضرور پہچاننا چاہیئے تھا۔ اس سوانح عمری کو پڑھنے والوں کے لئے کیا کیا اسباق دیئے گئے ہیں۔ وہ ہم ہدیہ ناظرین کرتے ہیں:-

سوانح عمری بسمارک ہندی مصنفہ مہاشہ اندر وید ادھیکار ایڈیٹر ستیہ دھرم پرچارک فرزند اکبر مہاتما منشی رام گورنر گورو کل حال سوامی شردھانند صاحب صفحہ ۲:-

آزادی حاصل کرنیکی تعلیم

انگلینڈ رہنے والے لوگ ہی کئی کارونوں سے گھر سے باہر جا کر امریکہ کے خالی پڑے ہوئے جنگلوں میں جا کر بسے تھے۔ وہ نیو انگلینڈ بس (آباد) کر انہوں نے وہاں (بستیاں) بسائیں۔ دیر تک انگلینڈ کے راجہ کا ہی (امریکہ میں بھی راج رہا۔ امریکہ واسیوں (باشندوں) کو دھیرے دھیرے (آہستہ آہستہ) سوتنتر (آزاد) راجیہ (سلطنت) کا ابھیلاش (خیال) ہونے لگا۔ انہیں اپنے ہی بھائیوں کا راج کر [illegible] (سخت) پرتیت (معلوم) ہونے لگا۔ اپنے گھر کے ساتھ جو پریم روپی سینا کی سہائی لڑی بندھی رہی تھی وہ لوہے کی زنجیر جیسے [illegible]

KHILAFAT LIBRARY

لگی۔ اور امریکہ کے باسیوں نے اپنی سوادھنتا (آزادی) کے لئے لڑنا پرارنبھ (شروع) کیا۔ یہ لڑائی کئی لہریں اٹھنے اور گرنے لگیں۔ وجے (فتح) روپی پکھیرو (پرندہ) کبھی ادھر آنے لگا اور کبھی ادھر جانے لگا۔ انت کو لگ بھگ آٹھ سال باہر کے اور اندر کے سنگراموں کو پشچات امریکہ سوادھین (آزاد) ہو گیا۔ وہاں سے پرادھینتا (ماتحتی) کا دھبہ مٹ گیا۔"

ہم اس پر کوئی حاشیہ نہیں چڑھاتے آپ خود ہی اندازہ لگالو۔ کہ اس سے مصنف کی کیا غرض ہے۔ اور پڑھنے والوں کے دلوں پر کیا اثر بیٹھتا ہے مگر اسی پر اکتفا نہیں ہے۔ یہی مصنف اسی کتاب کے صفحہ ۳ پر لکھتا ہے۔ "اب ذرا اپنے چت چکور کو سوادھین بھومی (آزاد ملک) سے ہٹا کر فرانس کے سہاونے اور اوجاڑ نگروں میں پہنچاؤ۔ امریکہ میں سوادھین (آزادی) اور ایکتا کا راجیہ (بادشاہت) ہوئے چھ برکھ (سال) نہیں گذرے کہ فرانس کی میدانوں میں کرانت روپی اگن (حملہ کی آگ) پرچنڈ (ظاہر) سکھائیں (الاؤ) آکاش (آسمان) کا چمیں کرنے لگیں صدیوں کا پڑا ہوا پرانا گندمال دہک دہک کر جلنے لگا۔ سارے دیش میں کوئی وستو (چیز) نہ تھی۔ جو آگ سے بچ گئی ہو۔ چھبیس برس تک برابر یہ آگ کبھی کسی روپ میں کبھی کسی روپ میں جلتی رہی اس ساری اگن (آگ) کے اندر سے شبد (آواز) کیا نکلتی تھی۔ وہی سوادھینتا (آزادی) سمانتا بھرا تر نایا مرتبہ جو اوپدیش امریکہ کی انگریز پرجا (رعایا) کو اپنے انگلینڈ میں رہنے والے راجہ سے جدا کرنے کے لئے پریرک (محرک) ہو رہا تھا۔ وہی اوپدیش فرانس کی بیچ سیونی پرجا کو اپنے راجہ کے اور بڑے بڑے سدوں کا بدھ کرانے کے لئے نیوجک تھا۔ یہ جدھ (جنگ) بھی سوادھینتا (آزادی) اور ایکتا کے لئے تھا۔ فرانس کی پرجا (رعایا) جہاں اپنے اوپر اتیاچاری راجیہ (ظالم سلطنت) کا سہن (برداشت) نہ کر سکتی تھی۔ وہاں وہ لارڈ پادری اور سادھارن پرجا کا بھید اڑانا چاہتی تھی۔ یہ کہنا کچھ بھی اشدھ (غلط) نہ ہوگا کہ فرانس کی راجیہ کرانت کے اور کارنوں میں سے ایک مکھ کارن (سبب اولے) امریکہ کے سوادھینتا (آزادی) کے یدھ (جنگ) کا اس پر پربھاؤ (اثر) بھی تھا۔"

اب ہم اس پر اپنا کوئی حاشیہ چڑھانا نہیں چاہتے مگر حیرانی ہے کہ ایک مذہبی جماعت ہو کر ایسی کتاب لکھنی اور گوروکل کے طلباء اور دیگر آریہ پبلک کے ہاتھوں میں ایسی کتاب پڑھنے کے لئے دینے سے جو مصنف کا مقصد ہے۔ وہ نہایت آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے۔ ہمارے کسی حاشیہ کی ضرورت نہیں ہے۔ یہی

آزادی کو ہر وقت سامنے رکھنا چاہیئے

مصنف آگے چل کر صفحہ ۵ پر لکھتا ہے۔ کہ

"اس لیکھک (مصنف) کا یہ وچار (خیال) ہے کہ وہ اپنے سودیشیوں (ہموطنوں) اور سوہارکھوں (پڑھنے والوں) کے سن مکھ (مدنظر) اس اک شاتابدی کی ان بڑی بڑی چاروں گھٹناؤں (تجاویز) کی اک مالا اوپستھت کرے۔ ان چاروں گھٹناؤں کا اتھاس سوادھینتا (آزادی) کا اتھاس ہے۔ لیکھک (مصنف) اس سوادھینتا (آزادی) کے اتھاس کو اپنے پاٹھکوں (پڑھنے والوں) کے سن مکھ (سامنے) رکھنا چاہتا ہے۔"

ایسی تحریروں کو پڑھکر جو اثر ناظرین پر پڑ سکتا ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ ہمارے کسی حاشیہ کی ضرورت نہیں ہے اگر یہ کتاب ہوم رول کے حامیوں کیطرف سے شائع ہوئی ہوتی تو ہمیں کوئی اعتراض نہ تھا۔ کیونکہ "آزادی" کے گیت گانے اور خود مختاری کے راگ الاپنے ان لوگوں کا شیوہ ہے۔ مگر ایک مذہبی سوسائٹی اور گوروکل کے ذمہ دار فرد کیطرف سے ایسی کتاب کا شائع ہونا از سر تا پا حیرت اور تعجب کا موجب ہے۔

ایک تاریخی مغالطہ اور انگریز دنیجی بہادری پر حرف اور برخلاف اس کے جرمن کی تعریف

آگے چل کر اسی کتاب کے صفحہ ۲۳ پر لکھا ہے۔ نپولین کو راج محلوں سے اٹھا کر چپلے سینٹ ہلینا میں پہنچانے والا کون تھا۔

بھن بھن (مختلف) اتھاسکار (مورخ) اسکا اتر (جواب) بھن بھن دیتے ہیں۔ اک انگریز سے پوچھیئے تو ایکو جواب ملیگا۔ ڈیوک ولنگٹن کی بیرتا (بہادری) اور انگریزی سینا (فوج) کی ورڈتا (مضبوطی) نے ہی نپولین کو سمراج مندر (شاہی محل) کا دھولنس کیا دیش بھگت (محب وطن) اور جات پریمی (محب قوم) انگریز کے مکھ (منہ) سے یہ واکیہ (قول) سچ (درست) بھی ہو سکتا ہے۔ کنتو (مگر) کسی نچھ پکشپاتی (غیر جانب دار) اتھاس لیکھک (مورخ) کے لئے اس کلپنا (خواہش) کی پورتیا (پورا ہونے) کے لئے سویکار (قبول) کرنا اسنبھو (ناممکن) سے بھی بڑھ کر ہے۔ پربھاوت اچھت (دل) میں پرشن (سوال) اٹھتا ہے۔ کہ نپولین تو پہلے دن سے ہی انگلینڈ کو للکارتا رہا۔ ٹیولن میں اس نے برٹش جہازوں کے دانت کھٹے کئے۔ مالدیپ کو جیت کر اس نے برٹش گورو کو دھکا دیا اب پھنسی کے اندر میں نیلسن کو سمندر میں انگوٹھا دکھا کر اس نے سمندر ریتی کا مان مردن کیا۔ مصر میں جاکر پھر اس نر سنگھ (شیر بہادر) نے بہادر لے شاسکوں (حاکموں) کی چھاتی پر مونگ دلنے کی بہو مکلا (بہادری)

بانہی۔ بیلون میں سینائیں (افواج) اکتر (جمع) کر کے اس نے سیدھی انگلینڈ کو آنکھیں دکھائیں۔ بیس برکھ (سال) تک ولنگٹن کے بھائی بند کدھر تھے۔ بیس برکھ تک انگریزی فوج کی ورڈتا (استقلال) کدھر سو رہی تھی نپولین کی آٹھ نو پرسدھ (مسلم) جیتوں میں سے کوئی اک یدی واٹرلو میں ولنگٹن کی جیت (فتح) کو سامنے رکھا جائے تو پتہ لگیگا کہ یہ وجے شبد (لفظ فتح) کے قابل بھی نہیں ہے۔ یدی جرمن سینا پتی (کمانڈر انچیف) بلوچر ٹھیک سمے (وقت) پر نہ آتا تو نوہو یودا ولنگٹن کا سارا لوہا پگھل جاتا۔"

اب اسجگہ خیال کیجئے کہ کسطرح جگہ بجگہ انگریزوں کی بہادری پر حرف گیری کی گئی ہے۔ نیلسن اور ولنگٹن جنکی بہادری کا لوہا بچہ بچہ مانتا ہے۔ انکی بہادری اور شجاعت پر کس دیدہ دلیری سے حملہ کیا گیا ہے۔ اور ایک جرمن جنرل کو کس طرح سراہا گیا ہے۔ کیا ایام جنگ میں ایسی کتاب شائع ہونے کے قابل تھی۔ ایک مذہبی سوسائٹی کیطرف سے ایسی خطرناک کتاب کا شائع ہونا سخت ناروا ہے۔ اور جب ایسی کتاب گوروکل کے طالب علموں یا عام لوگوں کے مطالعہ میں آتی ہوگی اُن پر کیا اثر پڑتا ہوگا۔ اس امر کا اندازہ ہر ایک ذی فہم بہت جلد لگا سکتا ہے۔ کہ ایسی کتاب کے شائع کرنے سے مصنف کا کیا مطلب ہو سکتا ہے

کوئی بادشاہ بھی سچائی کا حامی نہیں۔

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۲۸ پر لکھا ہے۔ کہ "سنسار (دنیا) میں جن کے پاس شکتی (طاقت) ہے۔ وہ ستیہ (سچائی) کی پروا نہیں کرتے۔ کیا نپولین اور کیا روم کا الگزنڈر کیا فرانس کے راج پرتی ندھی (وکیل) کیا نیار بھانی انگلینڈ کے ووٹ (وکیل) سب کے سب ایک ہی دھرم شاستر کے ماننے والے ہیں۔ وہ دھرم شاستر کیا ہے؟ شستر و (دشمن) کا ناش کرنے کے لئے جو بھی ساد ہن (طریقہ) کام آسکے لاؤ۔ گلے میں ڈھول ڈالکر نیار (انصاف) کی بانگ لگاؤ اور سفید چادر پر ستیہ (سچائی) کے اکھشر (حروف) چمکائے پھرو۔ جہاں شستر دھار لیا وہاں ڈھول اور جھنڈ ے کا کام نہیں۔ شکتی (طاقت) ہی ستیہ (سچائی) ہے۔"

سچائی اور راستی پر مٹنے والی برٹش گورنمنٹ کے متعلق جو حد سے زیادہ ناواجب ریمارک مذکورہ بالا کتاب میں دیئے گئے ہیں۔ ہمیں حیرت اور تعجب ہے کہ کیا گوروکل کے گریجویٹ اور مہاتما منشی رام کا فرزند اکبر ستیہ دھرم پرچارک کا ایڈیٹر بھی یہ الفاظ استعمال کر سکتا ہے۔ جس کی اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہے۔

KHILAFAT LIBRARY

کہ اگر دشمنوں کو دھوکہ دینے سے جیت ہوتی ہو تو ایسا ہی کرنا چاہیئے"! سابقہ ص۲۲۶

آزادی کن لوگوں کو ملتی ہے

اس کتاب کے صفحہ ۱۵۱ پر لکھا ہے کہ "پرتم (اول) ولیم سمرات پد (رتبہ) کو پاکر لبھارک کاریو (کام) کو پورا کرکے اور جرمن پرجا (رعایا) کو سوادھینتا (آزادی) اور ایکتا کے ان مل (جس کی قیمت مقرر نہ ہو سکے) امرتوں (انجیات) کو پی کر جو انہیں لوگوں کو پراپت (حاصل) ہوتا ہے۔ جن کے اندر پران (جان) ہے۔ جن میں سورتھ تیاگ (ایثار) ہے۔ اور جو ماتر بھومی (اپنے ملک) کی ویدی (مذبح) پر اپنے مانس (گوشت) اور لہو (خون) کو بلدان (قربانی) کرنیکے لئے تیار ہوتے ہیں"۔

ہم اس پر کوئی حاشیہ نہیں چڑھاتے۔ مگر غور کرو۔ کہ پڑھنے والوں کو کن زہریلے اثرات سے یہ کتاب موثر کرتی ہوگی اور ان اثرات کو قبول کرکے نوجوان کس روپ میں ظاہر ہو سکتے ہیں۔ اس کے لئے ہماری کسی تشریح کی ضرورت نہیں کیا ایسی سخت قابل اعتراض کتاب اس نازک وقت میں شائع ہونے کے قابل تھی۔

اسی پر اکتفا نہیں ہے ذرا اور ملاحظہ فرمایئے۔ مذکورہ بالا کتاب کے مصنف اور ستیہ دہرم پرچارک کے ایڈیٹر اپنے ۲۲ جون کے اشو صفحہ ۶ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

ایڈیٹر ستیہ دہرم پرچارک کے نزدیک سرکاری خطابات حاصل کرنیوالے کیسے ہوتے ہیں

"سمراٹ کا جنم دن آیا اور چلا گیا۔ جاتا جاتا۔ وہ کئی۔ بھارت واسیوں (ساکنان ہند) کے گلے میں اوپادھی (خطاب) کی مالا پہنا گیا۔ یہ مالا دشکھتا سرکار کی نوکروں کے گلے میں ہی پہنائی جاتی ہے۔ اوپادھی دھارک دیکھ دل میں پرشن (سوال) اٹھتا ہے کہ ان اوپادھیوں (خطابات) کا مول (قیمت) کیا ہے۔ اوپادھیوں کا مول بھن بھن جلن (مختلف) دیکھیوں کیلئے بھن بھن (مختلف) ہے۔ جو لوگ سنسار (دنیا) کی گت (حقیقت) کو نہیں جانتے۔ دیس یا دھرم (ملک یا مذہب) کے پرت (لئے) اپنے کرتویہ (فرض) کو نہیں پہچانتے۔ کھانا پینا ہی جنکا جیون ہے۔ اور مالک کے جوتے کے تسمے باندھنا جنکے لئے سورگ سمان (بہشت مانند) سکھ پردا رام دہ (آرام دہ) ہے ان کے لئے اوپادھی (خطاب) چاہے وہ راجے صاحبی ہی ہو تمہیں پرودت (ایک متبرک پہاڑ) کا نام مگر یہاں نمت غیر مرتقبہ سے مراد ہے) کے سمان (قیمت) رکھتی ہے۔

دوسرے وہ لوگ ہیں جو جانتے ہیں۔ کہ آجکل کی سرکاری اوپادھیاں (خطابات) درست وک سیوا (خدمت) سوگندھ (خوشبو) سے سوگندھت نہیں (خوشبودار نہیں) بلکہ خوشامد دیش دروہ (ملک کی دشمنی) جاتی دروہ (قومی دشمنی) دھرم دروہ (مذہبی دشمنی) کی بدبو سے سوگندت ہیں۔ ان کے ساتھ بہت سے خوشامدی ٹٹو تتھا (یعنی) جی حضوروں کا سمبندھ (تعلق) لگا ہوا ہے۔ ایسے لوگ اوپادھیوں (خطابات) کو لعن چھن اور دستا کا پٹہ (طوق غلامی) سمجھتے ہیں۔ وہ آتی ہوئی اوپادھی (خطاب) کو دیکھ کر بھی (ڈر) کھاتے ہیں۔ اور دور سے ہی اس کے نمسکار (اپاد) کرتے ہیں۔

ایڈیٹر کا نوٹ:۔ اس جگہ دیکھ لو کہ سرکاری خطابات پانیوالوں کو کس نظر سے دیکھا گیا ہے۔ اور کسطرح انہیں ملک قوم و مذہب کا دشمن کہا گیا ہے۔ حیرت اور تعجب ہے کیا ستیہ دہرم پرچارک پریس ایکٹ سے معاف ہے۔ اس امر سے کون انکار کر سکتا ہے۔ کہ ایسے ایسے مضامین پڑھکر نوجوانوں پر کیا اثر ہو سکتا ہے۔ اور کن زہریلے اثرات سے موثر ہو کر سخت خطرناک بن سکتے ہیں +

ہوم رولروں کی بیجا حمایت

صرف اس پر ہی اکتفا نہیں اس سے آگے چلکر اسی صفحہ پر ستیہ دہرم پرچارک کے ایڈیٹر صاحب فرماتے ہیں۔

"گت سپتاہ میں دو ایسے سماچار (واقعات) پرکاشت (ظاہر) ہوئے ہیں۔ جنہوں نے بھارت (ہندوستان) کے آتم بھمان (وقار) کو بڑا دھکا دیا ہے۔ سرینواسن نے اک پتر (چٹھی) امریکہ کے پریذیڈنٹ کے نام بھیجا تھا۔ جس میں بھارت کی شکائتوں کا ورنن (بیان) تھا۔ اس پتر پر امریکہ کے پتروں (اخبارات) میں خوب شور شر ہوا۔ پارلیمنٹ میں پرشن (سوال) کا اتر دیتے ہوئے مسٹر مانٹیگو نے اس پتر کو نیچ اور انودار کہا تھا۔

ادھر بمبئی میں یدھ (جنگی) کانفرنس ہوئی۔ اسمیں گورنر مہایتی (صدر) تھے مہاتما تلک کا بھاشن (لیکچر) ہو رہا تھا۔ گورنر صاحب نے اپنے پاربھک بھاشن (افتتاحیہ تقریر) ہوم رول لوگوں پر کچھ اکھشیپ (حملات) کئے تھے مہاراج تلک اسکا پرتی واد (جواب) کرنے لگے تو گورنر صاحب نے روک لیا۔ اس پر سب ہوم رول سبھا سے اٹھ آئے ان دو گھٹناؤں (واقعات) نے بھارت بھر (ہندوستان بھر) میں ہل چل مچا دی ہے۔ بات بھی ایسی ہی ہے۔ دیکھیں بھارت واسی کب اتنے پربل (طاقتور) ہوں کہ انکار پیان (ہتک) کرنیکا کوئی بھی ساہس (حوصلہ) نہ کر سکے"۔

اور تلک جی مہاراج کی سینہ زوریاں کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ اور آئے دن گورنمنٹ کے راستہ میں جو یہ مشکلات پیدا کرتے رہتے ہیں۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ پھر ستیہ دھرم پرچارک کا ایک مذہبی اخبار اور بظاہر مذہبی سوسائٹی کا آرگن ہو کر اس نازک وقت پر ایسے مضامین لکھنے کسیطرح بھی قابل تعریف نہیں لکھے جا سکتے۔

ایک مشہور مدبر انگریز سر ویلن ٹائن چرول کی رائے

مذکورہ بالا واقعات کے بعد جبکہ سر ویلن ٹائن چرول کی شہادت آریہ سماج کے متعلق پائے ہیں۔ تو زیر بحث امور کا ہر ایک پہلو ہمارے سامنے کما حقہ آجاتا ہے۔ سر ممدوح ایک بڑے پایہ کے مدبر انگریز ہیں آپ اپنی مشہور کتاب موسومہ بہ ہند میں شورش کے آٹھویں باب پنجاب اور آریہ سماج کے صفحہ ۱۱۴ پر لکھتے ہیں۔

اس امر سے کہ کبرت سے آریوں نے بلاشبہ گذشتہ چند سالوں کی پولیٹیکل ایجی ٹیشن میں حصہ لیا۔ اس سرٹیفکیٹ کی تائید ہوتی ہے۔ جو دو سال ہوئے خود کرشن ورما نے اپنے قتل کی اشاعت کرنیوالے اخباروں آریہ سماج کو دیا تھا۔ اس نے نہ صرف یہی بیان کیا۔ کہ ہندوستان کی پولیٹکل بیداری کیلئے تمام تحریکوں میں کوئی بھی ایسی طاقتور تحریک نہیں ہے جیسی آریہ سماج بلکہ اس نے یہ بھی ایزاد کیا تھا کہ اس سوسائٹی کا معراج جیسا کہ اس کے بانی نے بیان کیا تھا۔ بالکل آزاد اور خود مختار قسم کی قومی گورنمنٹ ہے۔ اور یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ کرشن ورما کو دیانند نے اپنی قومی جین حیات میں اس پہلی منتظم سوسائٹی کا ممبر بنایا جو اجمیر میں اس کی وصیت کی ٹرسٹی تھی"۔

پنڈت شیام کرشن ورما ایم۔ اے سوامی دیانند کا راسخ الاعتقاد چیلا تھا۔ جس کو سوامی دیانند نے اپنی حین حیات میں اس انجمن اعلیٰ کا ممبر بنایا تھا۔ جو سوامی دیانند کی موت کے بعد اس کی ساری جائداد اور کام کی نگرانی کے لئے بنائی گئی تھی۔ آخیر پر کرشن ورما جیسا خطرناک ایجی ٹیٹر ظاہر ہوا وہ ایک ظاہر و باہر امر ہے آگے چل کر اسی کتاب کے صفحہ ۱۱۲ پر سر موصوف فرماتے ہیں:۔

"مگر اس بارہ میں شہادت بہت زبردست ہے۔ کہ بہت سے دیگر ممبران آریہ سماج نے جن میں بہت سے سربرآوردہ اشخاص بھی شامل ہیں۔ گذشتہ سالوں کی باغیانہ شورش

(Seditious Agitation)

میں پنجاب اور اس کے پڑوس صوبہ متحدہ میں نمایاں حصہ لیا سنہ ۱۹۰۷ء کے راولپنڈی کے بلوہ میں سرغنہ آریہ تھے۔ اور اس سخت درجہ ناروا ڈوالی (Violence) تحریک (Propaganda) جس کی وجہ سے دو سال پہلے جاری ہوئی تھی۔ اور اہمیت سے ہاتھ کسی نے حصہ نہیں لیا۔ اور دونوں (مختلف) مشہور آریہ تھے۔ ان کی جلا وطنی سے

KHILAFAT LIBRARY

دفعتاً پنجاب میں امن وچین ہوجانا یہ یقین کرنے کیلئے بدیہی ثبوت ہے۔ کہ انہوں نے بدامنی پھیلانے میں حصّہ لیا تھا"

اس کے آگے صفحہ ۱۷ پر سر ممدوح فرماتے ہیں۔

"آریوں کی نہ صرف بڑی کوشش انگریزی فوج میں لوگوں کو بھرتی ہونے سے روکنے کی رہی ہے بلکہ انہوں نے بعض اوقات عملاً فوجوں (رجمنٹوں) کی وفاداری میں رخنہ پردازی کی ہے۔ اور ان کے ایجنٹ دیسی فوجوں میں پھرتے پائے گئے ہیں"

ہم ان اقتباسات دینے پر ہی اکتفا کرتے ہیں اپنی کوئی رائے ظاہر نہیں کرتے۔ ناظرین خود اندازہ لگالیں کہ شیش محل میں بیٹھکر راہ چلتے مسافروں پر آریہ گزٹ اور دیگر آریہ اخبارات کا روڑے پھینکنا کہاں تک زیبا تھا۔ اگر اب بھی آریہ سماج اور آریہ پریس نے موقع ومحل کو نہ پہچانا اور مثل سابق ہم احمدیوں پر اندھا دھند اور واجب وناواجب نکتہ چینی کے سلسلہ کو جاری رکھا۔ تو پھر ہم مجبور ہونگے۔ کہ ہم اپنے ترکش سے ان تیروں کو نکالنے کے لئے مجبور ہوجائیں جنہیں ہم محض آریہ صاحبان کی خیر خواہی کے لئے تا حال نکالنا پسند نہیں کرتے خدا کرے آریہ پریس اپنے نفع ونقصان کو سمجھ سکے۔

شذرات

آریہ سماج کے متعلق مضمون

آریہ سماج کی مذہبی تصانیف سے کچھ گورنمنٹ کی توجہ کے قابل کے عنوان سے جو ایک بسیط مضمون اس اخبار میں درج کیا گیا ہے۔ ہم نے عمداً اغماض وجہ کے باعث ہندی کے اکثر الفاظ کے ترجمہ اور تشریح سے کنارہ کشی اختیار کی ہے۔ مگر اس سب مضمون کے مطالعہ سے مقصد اور مفہوم بخوبی ظاہر ہوجائیگا۔ دراصل ہم قطعاً پسند نہیں کرتے تھے۔ کہ اس نازک وقت پر کوئی ایسا مضمون لکھا جاتا۔ مگر آریوں کے دیگر اخبارات عموماً اور آریہ گزٹ نے خصوصاً جو ہم احمدیوں اور ہمارے واجب الاحترام ہادی کی شان پر ناجائز اور بے درجہ کے ناواجب الفاظ کا استعمال کیا ہے وہ ایسے نہیں ہیں۔ کہ جو مردہ دل میں بھی حرارت پیدا نہ کرسکیں۔ ہماری اب بھی خواہش ہے کہ جس قدر جلد سے جلد ممکن ہوسکے آریہ گزٹ اس بُرے شغل سے کنارہ کشی اختیار کرے۔ ورنہ معاملہ کا زیادہ نازک ہوجانے کا اندیشہ ہے +

کیا آریہ پن اسی کا نام ہے

۱۰ جولائی کے اخبار میں ستیہ دھرم پرچارک کا لائق ایڈیٹر لکھتا ہے۔ کہ آریہ گزٹ نے جو درثمین پر اعتراض کیا تھا نور نے اس کا کوئی معقول جواب نہیں دیا معلوم ہوتا ہے۔ کہ مہاشہ ستیہ دھرم پرچارک نے ۱۷۔ جولائی کا نور نہیں دیکھا۔ ورنہ وہ ہرگز ایسا بے سرا راگ نہ الاپتا وہاں صاف یہ لکھا ہے کہ جن اشعار پر آریہ گزٹ نے اعتراض کیا ہے۔ وہ دراصل بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے شلوکوں کا ترجمہ ہیں۔ اسی مضمون پر آگے جاکر ستیہ دھرم پرچارک کا لائق ایڈیٹر بڑے فخر سے ہمیں مرزائی لکھتا ہے۔ آئندہ کے لئے اگر ہم ستیہ دھرم پرچارک کے ایڈیٹر کو دیانندی ایڈیٹر لکھیں تو غالباً ستیہ دھرم پرچارک کے ایڈیٹر کو برا معلوم نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہ تو گنبذ کی صدا ہے۔ پھر آگے چلکر ستیہ دھرم پرچارک کا قابل ایڈیٹر لکھتا ہے۔ کہ دکھ ہے تو یہ کہ مسلمان سنسکرت اور ہندی نہیں پڑھ سکتے۔ ستیہ دھرم پرچارک کے ایڈیٹر کو یہ خوب یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ مسلمان اس سے کئی درجہ زیادہ سنسکرت اور ہندی جانتے ہیں۔ جتنی کہ سوامی دیانند عربی جانتے تھے۔ یا جتنی کہ ستیہ دھرم پرچارک کا ایڈیٹر اردو جانتا ہے۔ بھلا کوئی اس لائق ایڈیٹر سے پوچھے کہ اگر مسلمان ہندی نہیں جانتے تو ایڈیٹر نور آپ کے مضامین کے جوابات کیسے دے رہا ہے۔ کاش ستیہ دھرم پرچارک کے ایڈیٹر میں یہ سمجھنے کا مادہ ہوتا۔ پنڈت گھاسی رام اور رام دیو کی شہادتوں سے یہ امر بخوبی ظاہر ہے۔ کہ اور تو اور خود آریہ لوگ بھی آریوں کی سخت کلامی کے شدید شاکی ہیں جب اپنے آدمی ہی شکایت کریں۔ تو اس شکایت کا وزن بخوبی سمجھا جاسکتا ہے۔ مگر ستیہ دھرم پرچارک کے دماغ میں یہ بات نہیں آتی۔ حیرت کی بات ہے۔ کیا آریہ پن اسی کا نام ہے۔ کہ بدوں سوچے سمجھے قلم چلائے جانا +

ایڈیٹر ستیہ دھرم پرچارک کی گھبراہٹ

ایڈیٹر پرکاش کے جواب میں نور میں قربانی پر جو مضمون لکھا گیا تھا۔ اس پر ستیہ دھرم پرچارک کا ایڈیٹر بہت گھبرایا ہے۔ اور اس کا کوئی جواب اپنے پاس نہ رکھتا ہوا۔ صرف یہ بے ہنگم عذر تراشتا ہے۔ کہ حوالے غلط ہیں۔ اسکی آسان راہ ہے۔ کہ ستیہ دھرم پرچارک کا ایڈیٹر کہدے کہ فلاں حوالہ غلط دیا گیا ہے۔ ہم اس کی صحت کے ذمہ دار ہیں مگر یونہی سر دیا ہاتھ سے چلے جانا۔ اس کا ہمارے پاس کیا جواب ہے کیا گرو کل میں یہی سکھلایا جاتا ہے۔ جو نمونہ گورو کل کے ایک گریجویٹ نے ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔ اگر ہمیں مکتب است وایں ملاں

کیا یہ وام مارگ کا پرچار ہے۔

اس عنوان کے تحت پرکاش اپنے ۲۸۔ اساڑھ کے پرچہ میں اپنے ایک نامہ نگار کا مضمون بدیں الفاظ درج کرتا ہے۔ آجکل کراچی آریہ سماج میں ایک نئی لہر چل رہی ہے۔ یعنی پریوارک سمیلن (مردوں اور عورتوں کا ملکر جلسہ میں شامل ہونا) وقتاً فوقتاً ہوا کرتے ہیں۔ جہاں کہ استری وپرش اکٹھے (ایک ہی جگہ پر جمع ہوتے ہیں۔ مل کر ہون کرتے ہیں۔ بھجن بولتے ہیں۔ اور لیکچر وغیرہ ہوتے ہیں۔ اور بتایا جاتا ہے۔ کہ یہ بھی ویدک دھرم کے سدھانت (اصولوں) کے انوکول (مطابق) ہیں۔ لہذا آپ سے پرارتھنا کی جاتی ہے۔ کہ آپ بتلائیں کہ یہ طریقہ کہاں تک ویدک دھرم کے مطابق ہے

اس پر ایڈیٹر صاحب پرکاش لکھتے ہیں۔ کہ جب تک ویدک دھرم کا پردیش استریوں (عورتوں) میں نہ ہوگا تب تک اس کے مستقل اور پائیدار ہونے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ سو اس ادیش (غرض) کی پراپتی (حصول) کے لئے کئی سادھن (طریقے) برتے جاتے ہیں۔ جن میں سے ایک پریوارک سمیلن بھی ہے۔

یہ سادھن غلط ثابت ہو یا درست لیکن ویدک دھرم کے پرتی کول (برخلاف) نہیں ہے۔

نوٹ:۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ وام مارگ عقیدہ والے بھی اپنے ہر ایک عقیدہ کی سند ویدوں سے ہی لاتے ہیں۔ پرکاش کے نامہ نگار نے اس امر کو بھی تسلیم کیا ہے کہ وام مارگی پنڈت ہم سے بدرجہا زیادہ لائق ومدلل اور سنسکرت دان ہوتے ہیں۔ لہذا صاف ظاہر ہے۔ کہ جو آدمی زیادہ سنسکرت دان ہوگا وہی زیادہ عمدگی سے ویدوں کو سمجھ سکیگا۔ نتیجہ کیا نکلا وام مارگی پنڈت سنسکرت میں زیادہ لائق اور فاضل۔ لہذا وہی زیادہ عمدگی سے ویدوں کے منشار کو سمجھنے والے +

آریہ سماج کے اندر وام مارگ کا پرچار

یہ عنوان دیکر پرکاش کا برادر عزیز آریہ میتر کا لکھتا ہے "ہمعصر "پرکاش" لکھتا ہے کہ کراچی میں "پریوارک سمیلن" کے نام سے ایک نئی لہر چلی ہے۔ استری اور پرش ایک ہی جگہ پر اکٹھے ہوتے ہیں ملکر بھجن بولتے ہیں۔ ہون کرتے ہیں اور لیکچر وغیرہ دیتے ہیں۔ نامہ نگار مذکور کا خیال ہے۔

KHILAFAT LIBRARY

کہ اس لہر کے بانی وام مارگی لوگ ہیں جو کہ آریہ سماج کے اندر گھس کر اپنے مت کا پرچار کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ استری پرشوں کا خلط ملط ہو کر بیٹھنا درست نہیں ہے۔ وغیرہ وغیرہ اس پر "پرکاش" لکھتا ہے۔ کہ آریہ سماج میں اس قسم کے سمیلن ہونا ضروری ہے۔ اور ہونے چاہئیں +

ہم اس مضمون پر آئندہ ہفتہ پورے طور پر روشنی ڈالیں گے۔ اور بتلائیں گے کہ موجودہ حالت میں اس قسم کے سمیلن کہانتک مفید ہیں۔ لیکن آج اسقدر لکھ دینا چاہتے ہیں۔ کہ لالہ رادھا کشن جو عورتوں کی بے جا آزادی کے متعلق تلخ تجربہ کر چکے ہیں۔ وہ کس طرح اس قسم کے سمیلنوں کے حق میں آواز اٹھا سکتے ہیں۔ استریوں کو آزادی دینا گو گذشتہ زمانہ میں قابل اعتراض نہیں تھا۔ لیکن اس زمانہ میں جبکہ دنیا تیاگ کو چھوڑ بھوگ کی طرف بڑی تیزی سے بڑھتی چلی جا رہی ہے استریوں کا غیر مردوں کے ساتھ اکٹھا بیٹھنا اور آزادانہ گفتگو کرنا کبھی خطرہ سے خالی نہ ہوگا"۔ اب ہم کس کے بیان کو ترجیح دیں +

یہ تنگدلی اچھی نہیں

پرکاش اپنے ۷ - جون کے اخبار میں لکھتا ہے۔ کہ جھوڑا اور نقاش وغیرہ اخبارات کو جن کے ایڈیٹر مسلمان ہیں۔ وہ اپنے اخبارات میں نماز اور روزہ کے فضائل کیوں لکھتے ہیں جبکہ ان اخبارات کے خریدار ہندو بھی ہیں۔ حالانکہ پرکاش کو یہ غور کرنا چاہیئے تھا کہ اس کے اس پرچہ میں کسی مولوی فخرالدین نے ملتان سے ایک نظم لکھکر بھیجی ہے۔ جسمیں سوامی دیانند کی اشاعت توحید کو سراہا گیا ہے۔ اس سے معلوم کر لو کہ مسلمان نسبتاً وسیع القلب ہیں۔ اگرچہ یہ وسعت قلبی ہمیشہ انہیں مہنگی پڑتی رہی ہے۔ کوئی باغیرت مسلمان اپنے اصولوں کو قربان کر کے کسی اپنے ہمسایہ غیر مسلم کو خوش نہیں کر سکتا۔ مسلمان ایسی کمائی کو اپنے لئے دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ سے بھی زیادہ خطرناک سمجھتے ہیں۔ جو اپنے اصولوں کے قربان کرنے سے حاصل ہو +

آریہ مسافر کا دوسرا بدر الفت

چند مہینوں کی بات ہے۔ کہ مسافر آگرہ نے شور مچایا تھا کہ سرحدی علاقہ میں ایک بدر الفت نامی پٹھان آریہ بنا ہے۔ جس نے اپنا نام باری ناتھ رکھا ہے۔ مگر جب ہم نے اس علاقہ میں تحقیقات کی تو وہاں بدر الفت کا نام و نشان تک بھی نہیں تھا۔ اور یہ سب کچھ محض فسانہ ہی فسانہ تھا

مسافر آگرہ پسند نہیں کرتا کہ ہندو مسلمانوں کا اتفاق ہو

مگر اب مسافر آگرہ کسی محمد حسین کے نام سے اپنے اخبار میں دھڑا دھڑ مضامین لکھ رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی کوئی دوسرا بدر الفت ہے +

ریاست بلرام کے علاقہ میں ایک ہندو تحصیلدار نے مسجد کے بنانے میں مسلمانوں کو کچھ اعانت دی۔ اس پر مسافر آگرہ سیخ پا ہو رہا ہے کہ ہندوؤں کی غیرت کہاں گئی جو وہ مسلمانوں کے مسجد بنانے میں اعانت کر رہے ہیں گویا مسافر آگرہ کے نزدیک ہندو تبھی باغیرت ہو سکتے تھے۔ اگر وہ تعمیر مسجد میں روک پیدا کرتے۔ جب تک مسافر جیسے اخبارات کا وجود ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ ہندو مسلمانوں میں صلح ہو سکیگی +

نور کی قابل رحم حالت پر ایک آریہ اخبار

اخبار "نور" خطرہ میں۔ کا عنوان دیکر ہمعصر پرکاش لکھتا ہے۔ "آجکل اخباروں کے لئے سنکٹ (مشکل) کا سمہ (وقت) ہے۔ جنگ کی وجہ سے مذہبی اخبارات کی حالت تو نہایت ہی نازک ہو رہی ہے۔ قادیان کے "نور" کے تازہ پرچہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ اسکی ہستی معرض خطرہ میں ہے۔ اسکی اشاعت کم ہو گئی ہے۔ اور لوگ وی پی واپس کر رہے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ مذہبی اخبارات کا پبلک کی سہائتا کے بنا ویسے ہی زندہ رہنا مشکل ہے۔ لیکن اس جنگ کے دنوں میں تو اور بھی مشکل ہو گیا ہے۔ اس لئے اگر مسلمان یا احمدی دوست "نور" کی ضرورت سمجھتے ہیں۔ تو انہیں اس کی سہائتا (اعانت) اوشیہ (ضروری) کرنی چاہیئے"۔ نور آہ یہ وقت بھی آنا تھا۔ کہ ایک آریہ اخبار کو بھی یہ لکھنے کی ضرورت محسوس ہوتی۔ کہ نور کی اشاعت کم ہو رہی ہے۔ اور لوگ وی پی واپس کر رہے ہیں اور مسلمانوں کو نور کی ضرور مدد کرنی چاہیئے۔ اے قوم تو کب اپنے فرض کو پہچانے گی +

سکھ مذہب میں شریعت کی ضرورت

اسکھ ہمعصر لائل گزٹ لکھتا ہے۔ کہ "سکھوں کی کوئی شریعت نہیں ہے۔ اس لئے ہمیں ایک شریعت مرتب کرنی چاہیئے۔ بیشک ہمارے ہمعصر کا یہ خیال نہایت ہی مبارک ہے بدوں شریعت کے کوئی مستقل مذہب اور قوم نہیں بن سکتی۔ مگر شریعت کے متعلق ہم حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول نقل کرتے ہیں۔ حضرت باوا صاحب ممدوح فرماتے ہیں۔ جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۲۲ +

بدعت کو دور کر قدم شریعت پہ رکھ
نیوں چل لگے سبدے مندا کسے نہ آکھ

یعنی باوا صاحب فرماتے ہیں۔ کہ بدعتوں کو دور کر شریعت پر قدم زن ہو۔ اور پھر آگے چل کر اسی کتاب کے صفحہ ۲۲۱ پر فرماتے ہیں۔ کہ یہ مکمل شریعت کہاں سے دستیاب ہو سکتی ہے۔ فرماتے ہیں۔

تیہ حرف قرآنی تیئے سپارے کہین
تیس پوتھ پنڈ نصیحتاں مہن آکھی یقین

مطلب:۔ قرآن مجید کے تیس حروف اور تیس ہی پارے ہیں۔ اس میں لا انتہا معرفت اور گیان کی باتیں ہیں اے سننے والو اس کتاب پر ایمان لاؤ +

پرماتما سے بات چیت

کے عنوان سے آریہ گزٹ نے ایک لمبا مضمون لکھکر بتلایا ہے۔ کہ ویدوں کو پڑھنا یہ پرماتما سے بات چیت ہے کیونکہ وید پرماتما کی چٹھی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ جس پرماتما کی یہ بانی ہے۔ اور جس کے علم کی یہ چٹھی ہے وہ درشن بھی دے سکتا ہے؟ جیسے ہم پرماتما (خدا) کے علم وید کو دیکھ کر خوش ہوتے اور وید کو اس کی بانی (کلام) بتلاتے ہیں۔ تب کیا وہ پربھو (خدا) کسی صورت میں نظر نہ آئیگا۔

جس دوست کی یہ بانی اور چٹھی ہے۔ افسوس وہ دوست سماجیوں کو کبھی نظر نہیں آتا۔ نہ آئے گا۔ کیونکہ نراکار ہے۔ لیکن بانی رکھتا ہے +

بغداد کے مسلمان بھی باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کو مسلمان ہی سمجھتے ہیں

سکھ صاحبان کی کتابوں میں یہ لکھا ہے۔ کہ باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ بغداد تشریف لے گئے تھے۔ اور وہاں آپ نے کچھ دن قیام بھی فرمایا تھا۔ اب صوبیدار میجر سردار فتح سنگھ صاحب اسسٹنٹ سنسر بغداد سے لائل گزٹ میں لکھتے ہیں۔ کہ جب سکھ پہلے پہل اس عمارت میں گئے (جہاں باوا صاحب نے قیام فرمایا تھا۔ نور) تو مجاور نے کہا کہ انہیں ان کے ستگور کا کچھ علم نہیں ہے۔ اسکی وجہ وہ یہ بتاتے ہیں۔ کہ باوا نانک کو وہ پورا مسلمان سمجھتے تھے۔ اس سے سمجھ لو کہ حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ بغداد میں کس حیثیت سے قیام فرما ہوئے تھے اس کے پہلے اور بعد میں حضرت باوا صاحب نے وہی حیثیت رکھی یا بدل دی۔ کوئی انصاف پسند حضرت باوا صاحب کا عقیدت مند اس کا جواب دے۔ آئندہ ہفتہ انشاء اللہ ہم اسپر وضاحت سے لکھینگے +

KHILAFAT LIBRARY

ایک چیلنج

(گذشتہ سے پیوستہ)

مگر افسوس ہے کہ مسلمانوں نے بھی رفتہ رفتہ دوسری قوموں کی طرح وہی ٹھوکر کھائی اور اپنے عظیم الشان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کی اصل تعلیم سے دور ہوتے گئے۔ اور آپس میں اس قدر اختلافات بڑھا دیئے کہ ایک اسلامی مذہب میں بہت سے مشرکانہ و بدعتی رسومات و خیالات کے کئی فرقے بنا دیئے اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آگے سے ہی جتلا دیا تھا کہ اس اُمت میں ۷۳ فرقے ہو جائینگے۔ مگر ان میں سے ایک کے سوا باقی تمام جہنمی ہوں گے۔

مصلح و مجددین کے آنے کی غرض

اس لئے جس طرح اگلی اُمتوں کے گمراہ ہو جانے پر پھر ان کو راہ راست پر لانے کیلئے اللہ تعالےٰ نے انمیں مصلح مبعوث کرنیکا سلسلہ جاری کیا تھا۔ تو اسی سنت کے مطابق اس رحمان رحیم نے مسلمانوں کے لئے بھی وہی قاعدہ جاری رکھنے کا وعدہ عطا فرمایا۔ جیساکہ اس نے سورۂ نور میں وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ سورۂ نور ع ۷ یعنی وعدہ کیا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کئے کہ ضرور بالضرور انہیں زمین میں خلیفے (یعنی دین کا جانشین) کریگا۔ جیساکہ اُن لوگوں کو جانشین کیا جو ان سے پہلے تھے۔ اور ضرور بالضرور اُن کے لئے اُن کا دین مضبوط کرے گا۔ جو اللہ تعالےٰ نے اُن کے لئے پسند کیا ہے۔

مجدد و مصلح کی ضرورت پر ایک عقلی دلیل

جس طرح ہم ہمیشہ یہ قدرتی قانون مشاہدہ کرتے ہیں کہ جب آفتاب غروب ہو جاتا ہے۔ تو آہستہ آہستہ روشنی کم ہوتی جاتی ہے۔ اور تاریکی پھیلنے لگتی ہے تو اُس وقت انسان آنکھیں رکھتے ہوئے بھی بغیر روشنی کے دیکھ نہیں سکتا۔ اس کے بعد پھر وہ وقت آتا ہے۔ کہ جب اللہ تعالےٰ دنیا میں روشنی پھیلانے کے لئے پھر آفتاب طلوع کرتا ہے۔ تو اسی طرح جب کسی زمانہ میں دین کا آفتاب غروب ہو جاتا ہے یعنی نبی وفات پاتا ہے۔ تو اسکی قوم گو اپنے پاس دینی کتابیں رکھتی ہے۔ پھر بھی رفتہ رفتہ اسکی اصل تعلیم سے دور ہوتی جاتی ہے۔ اور جب بہت ہی گمراہی پھیل جاتی ہے۔ تو اُس رب العالمین کی رحمانیت پھر جوش میں آتی ہے۔ اور وہ ان میں انہیں میں سے ایک کو مصلح بناتا ہے۔ اور اس کے ذریعہ پھر دین کا آفتاب طلوع کر دیتا ہے۔ اور سعید فطرت لوگوں کو دوبارہ راہ راست پر آجانے کا موقع دیدیتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے۔ جو مسلمانوں کے لئے قیامت تک جاری رکھا گیا ہے۔ اب ایسے مصلح جو خاص اللہ تعالیٰ کیطرف سے اس اُمت کیلئے مبعوث کئے جاویں گے۔ ان کا ظہور کب ہوگا۔ اس کے متعلق ہمارے سردار و مہمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالےٰ سے وحی و الہام پاکے یہ اعلان فرما کر اُمت کو متوجہ اور منتظر کرا دیا کہ ان اللہ یبعث لھذہ الامتہ علی راس کل مائتہ سنتہ من یجدد لھا دینھا ابو داؤد یعنی بیشک اللہ تعالیٰ اس اُمت کے لئے ہر صدی کے شروع میں ایک ایسے شخص کو مبعوث کرے گا جو اُنکے لئے انکا دین تازہ کریگا۔

آنحضرت صلعم کے نبوت کاملہ کا ثبوت اور مجددین کے آنیکی بشارت

اللہ تعالیٰ کیطرف سے اس دین کی تجدید کے لئے مقررہ وقت پر خاص مصلح مبعوث کئے جانے کی بشارت مسلمانوں کے لئے ایک ایسی عظیم الشان صداقت ہے کہ جس کے ذریعہ ہم دنیا کی تمام قوموں پر یہ بات بآسانی ثابت کر سکتے ہیں کہ صرف اسلام ہی ایک زندہ مذہب ہے۔ اور باقی تمام مذاہب مردہ ہیں۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے جب سے ہمارے مولیٰ و ہادی برحق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ مع التسلیم کے ذریعہ اسلام کی بنیاد رکھی اور پھر اُسے دنیا میں پھیلایا تب سے دوسرے کسی مذہب میں اللہ تعالےٰ نے اپنا کوئی مصلح اُن مذاہب کی تجدید کے لئے مبعوث نہ فرمایا اس لئے وہ تمام قومیں صدہا سال سے مشرکانہ پیستش میں مبتلا ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جب دنیا کی تمام قوموں کے لئے اسلام ہی کو ایک عام اور کامل مذہب بنایا تو اگلے تمام مذاہب منسوخ ہو گئے۔ اس لئے پھر وہ منسوخ شدہ مذاہب میں مصلح مبعوث کرنیکی ضرورت باقی نہ رہی

اسلام کی اس خصوصیت سے دنیا کی تمام قوموں پر ہمارے آقا و سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالےٰ کیطرف سے ایک سچے رسول بلکہ افضل الرسل بہت صفائی سے ثابت ہوتے ہیں کیونکہ صدہا سال آئندہ کے غیب کی باتیں اللہ تعالےٰ کے سوائے کوئی جانتا نہیں اور اللہ تعالےٰ یہ اسرار کی باتیں اپنے برگزیدہ رسولوں کے سوائے اور کسی کو ظاہر نہیں کرتا جیساکہ اس نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ لَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ سورۂ جن ع ۱ + یعنی اللہ تعالیٰ نہیں غالب کرتا اپنے غیب کی بات پر کسی کو مگر اس شخص کو جس کو وہ پسند کرتا ہے۔ رسولوں میں سے تو اسطرح جو غیب کی باتیں ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدہا سال پیشتر بڑے زور سے اعلان کی تھیں اور وہ حسبہ ارشاد نبوی کے مطابق اس اُمت میں آئے دن ظاہر بھی ہوتی رہیں چنانچہ مجددین کے متعلق جو ارشاد تھا۔ وہ اُن حضرات کرام سے ظہور پذیر ہوا۔ جیسے کہ

حضرت عمر ابن عبدالعزیز نجم الثاقب جلد ۲ صد ۹
حضرت احمد بن خالد الخلال نجم الثاقب جلد ۲ صد ۱۴
حضرت امام ابقی بن مخلد قرطبی تعریف الاخیار بفضائل الاحیار صد ۲۳
حضرت ابو عبداللہ بن عبداللہ المعروف بالحاکم نیشاپوری
حضرت امام غزالی، حضرت سید عبدالقادر جیلانی صاحب طریقہ قادریہ
حضرت خواجہ معین الدین چشتی۔
حضرت صالح بن عمر ارسلان قاضی بقینی۔
حضرت سید محمد جونپوری۔
حضرت شیخ احمد سرہندی المعروف امام ربانی مجدد الف ثانی
حضرت امد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔
حضرت سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ اجمعین +

ان بزرگوں کو لاکھوں انسان مانتے ہیں۔ اب اس عظیم الشان صداقت کو اسلام کا کوئی کیسا ہی سخت دشمن ہو۔ لیکن تا قیامت جھٹلا نہیں سکتا کیونکہ مبشرین کی پیشگوئی اس کے وقت پر پوری ہو گئی ہے۔ اور اس کے لاکھوں انسان گواہ بھی ہو چکے تو اب اس کا جھٹلانا ہرگز ممکن نہیں اور یہ بھی ممکن نہیں کہ کوئی سچا مسلمان ہو کر اسلام کی ایسی عظیم الشان خصوصیت کہ جس کے ذریعے غیر قوموں پر ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے ایک برگزیدہ رسول ہونے کی اور صرف اسلام ہی دنیا میں ایک زندہ مذہب ہونیکی صداقت اس آسانی اور صفائی سے ثابت ہوئی ہے۔ کہ اس صداقت کو جھٹلانے سے خدا اور رسول اور وہ تمام بزرگان دین جن کا ظہور ہر صدی میں ہوتا رہا۔ اور جن کو لاکھوں انسانوں نے مانا ان تمام کی تکذیب

(باقی آئندہ)

KUK AFAT LIBRARY

ہندوستانی آئینی اصلاحات

ہز ایکسیلنسی حضور وائسرائے اور صاحب وزیر ہند کی رپورٹ کا خلاصہ

ذیل میں نہایت مختصر خاکہ رپورٹ کا دیا جاتا ہے مفصل رپورٹ ایکر دپیہ خرچ کر پڑھی جا سکتی ہے۔

ہندوستان کے متعلق پالیسی

ہندوستان کے متعلق امپیریل گورنمنٹ (حکومت انگلستان) کی پالیسی جس کا اظہار صاحب وزیر ہند نے ۲۰- اگست ۱۹۱۷ء کو فرمایا تھا۔ یہ ہے کہ ہندوستان میں ان جماعتوں کو جو حکومت خود اختیاری (سلف گورنمنٹ) رکھتی ہوں۔ رفتہ رفتہ اور بتدریج ترقی اور رونق دی جائے تاکہ ہندوستان میں ایک ذمہ دار سلف گورنمنٹ کے بتدریج قائم ہونے کا مقصد حاصل ہو سکے۔ اور ہندوستانی سلطنت برطانیہ عظمےٰ کا ایک مستقل حصہ قرار دیا جا سکے +

صاحب وزیر ہند نے یہ بھی فرمایا تھا۔ کہ اس مقصد کے حصول کیلئے جسقدر جلد ممکن ہو معقول اور قرار واقعی طریق پر تجاویز ہونی چاہئیں +

تجاویز

(۱) اسمیں سے پہلی تجویز یہ ہے۔ کہ ہر ایک صوبہ کو بجائے خود ایک علیحدہ خود مختارانہ حیثیت دیدی جائے۔ اور ہر دو شعبہ (صوبہ کا) بجٹ حکومت ہند (گورنمنٹ آف انڈیا) کے بجٹ سے بالکل علیحدہ کر دیا جائے۔ اور موجودہ صورت میں جو مختلف مقسم شدہ مدات بجٹ میں ہوتی ہیں ان کی بجائے صرف ایک مقررہ رقم خزانہ شاہی میں ہر ایک صوبہ کی گورنمنٹ ادا کر دیا کرے۔ اس رقم معینہ کے ماسوا ہر ایک صوبہ کی گورنمنٹ کو اپنے مالی معاملات کے تصفیہ کا پورا اختیار ہوگا۔ اور اسکو قرض لینے اور ٹیکس لگانے کے کچھ اختیارات بھی حاصل ہونگے +

(۲) نظام حکومت کیلئے یہ تجویز پیش کیگئی ہے کہ تمام صوبجات میں ایک گورنر ہو جس کے ساتھ ایک انتظامی کونسل بھی مقرر کیجائی انتظامی امور میں حاکم اعلےٰ گورنر ہوگا جس کے ساتھ انتظامی کونسل دو ممبروں کی ہوگی کونسل کے ممبروں میں سے ایک انگریز ہوگا اور دوسرا ہندوستانی اور یہ دونوں ممبر گورنر خود نامزد کرینگا + انگزیکٹو کونسل (مجلس انتظامیہ) کے ساتھ ایک یا زیادہ وزرا ہونگے جنکو گورنر مجلس وانسو قوانین کے منتخب شدہ ارکان میں سے نامزد کریگا۔ اور وہ کونسل کی میعاد تک اسکے ممبر رہیں گے +

(۳) نظم ونسق کے متعلق تمام معاملات دو حصوں میں منقسم کر دیئے جائینگے (۱) امور خصوصی (۲) امور عامہ۔ امور خصوصی کی انتظام گورنر باجلاس کونسل فرمادینگے۔ اور امور عامہ کا انتظام گورنر اور ان کے وزرا کے ہاتھ میں ہوگا۔ امور خصوصی اور امور عامہ کے درمیان تفریق و تشخیص قدرتی طور پر ہر ایک صوبہ کے لئے علیحدہ علیحدہ ہوگی۔ جسکا فیصلہ ایک کمیٹی کریگی۔ اس کمیٹی کا ایک پریسیڈنٹ ہوگا۔ جو ہندوستان کے باہر سے آئیگا۔ اور اسکے دو ممبر ہونگے۔ جن میں سے ایک انگریز افسر ہوگا اور ایک غیر سرکاری

وہ محکمہ جات جو قدرتی طور پر اس تقسیم میں امور عامہ کے ماتحت آسکتے ہیں۔ بفصلہ ذیل ہونگے۔ صوبہ کی اغراض کے لئے ٹیکس۔ لوکل سلف گورنمنٹ۔ تعلیم۔ تعمیرات عامہ زراعت۔ ایک سائز اور مقامی صنعت و حرفت +

گورنمنٹ اس ضروری حد تک جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ قانونی مجالس کے سامنے جواب دہ ہوگی +

(۴) قانونی مجالس میں انتخاب کردہ اراکین کو معقول میجارٹی حاصل ہوگی اور ممبروں کیلئے براہ راست طریق انتخاب ایسا وسیع ہوگا جتنا کہ ممکن ہو سکتا ہے مسلمانوں کے لئے قومی انتخاب کا حق محفوظ رکھا جائیگا۔ لیکن دوسری چھوٹی اقوام کی بابت باستثنائے پنجاب سکھ قوم کے نامزدگی کے طریق پر ہوگی۔ مجالس کی ترکیب اور قابلیت انتخاب جیسے تفصیلی امور کا فیصلہ ایک قائمقام کمیٹی کریگی۔ ہر ایک کونسل اپنے اراکین میں سے ہر ایک ڈیپارٹمنٹ یا مجموعہ ڈیپارٹمنٹ کیلئے ایک مستقل کمیٹی منتخب کریگی۔ جو ممبر انچارج یا منسٹر (وزیر) انچارج کے ساتھ شامل کیجائیگی۔ اسکو اختیار ہوگا۔ کہ گورنر کی منظوری کے تابع قواعد کار کی ترمیم کرے۔ تمام ممبروں کو تکمیلی سوالات یا تتمہ سوالات کے پوچھنے کا حق حاصل ہوگا۔ کونسل امور خصوصی کے انصرام پر اپنا اثر ڈالیگی اور امور عامہ کی پالیسی کی موثر طور سے نگرانی کریگی۔ یہ کونسل باستثنائے ان خاص قوانین کے جنکے لئے گورنر یہ تصدیق کر دے۔ کہ یہ قوانین اس ذمہ داری کے ادا کرنیکے لئے جو اس پر امن عامہ وحفظ عامہ قائم رکھنے کیلئے عاید ہوتی ہے ضروری ہیں" یا "اس کے فرائض متعلقہ امور خصوصی کیلئے ضروری ہیں"۔ قانون کی تمام صورتوں کا فیصلہ کریگی +

(۵) مالی معاملات کے متعلق یہ تجویز ہے کہ مجموعی بجٹ ایگزیکٹو گورنمنٹ مرتب کریگی۔ سب سے پہلے حکومت ہند کے خزانہ کے لئے رقم مقرر کیجائیگی۔ جو صوبہ کو ادا کرنی ہوگی۔ اس کے بعد صوبہ کی ضروریات کو پورا کیا جائیگا۔ اور اگر حاصل ناکافی ہوں تو پھر گورنر اور اس کے وزرا محصول کے بڑھانے کے سوال کا فیصلہ کرینگے۔ اس کے بعد بجٹ کونسل میں پیش کیا جائیگا۔ جو اس پر بحث کریگی۔ اور تمام مصارف پر بہ طریق ریزولیوشن رائے دیگی +

یہ ریزولیوشن تمام امور کے متعلق فیصلہ قطعی سمجھے جائیں گے لیکن امور خصوصی کے متعلق اگر کونسل کوئی رقم نامنظور کر دے یا اسکو تسلیم کر دے۔ تو اسکا آخری فیصلہ گورنر کے ہاتھ میں ہوگا +

ان تجاویز کی یہ غرض ہے کہ ہندوستان کو پوری ذمہ داری سونپنے کیلئے تیار کیا جائے۔ اور اسی غرض کیلئے ہر پانچسال کے بعد ان پر نظر ثانی ہوا کریگی +

وائسرائے کی مجلس قانونی

ایک مجلس قانونی مقرر ہوگی۔ جس کے اراکین یکصد ہونگے۔ جن میں دو تہائی تو منتخب شدہ ممبر ہونگے۔ اور ایک تہائی نامزدہ مسلمانوں کیلئے قومی انتخاب بحال رہیگا۔ اور پنجاب میں سکھ قوم کیلئے بھی قومی انتخاب کا حق قائم کیا جائیگا +

دوسرا ایوان جسکو کونسل آف سٹیٹ کے نام سے موسوم کیا جائیگا۔ پچاس ممبروں پر مشتمل ہوگا۔ جن میں سے ۲۶ ممبر منتخب شدہ ہونگے۔ (انمیں سے پندرہ پراونشل لیجسلیٹو کونسلیں انتخاب کرینگی) اور ۲۹ ممبر نامزدہ ہوں گے۔ جن میں سے ۲۵ سے زیادہ سرکاری ممبر نہ ہو سکیں گے +

طریق عمل

عام طور پر سرکاری بل سب سے پہلے مجلس قانونی میں پیش کئے جائینگے۔ اور اس کے بعد کونسل آف سٹیٹ میں منتقل کئے جائینگے۔ ایوانوں کے مابین اختلاف رائے کی صورت میں ان دونوں کا ایک مشترکہ اجلاس قائم کر دیا جائیگا۔ یہی طریق عمل پرائیویٹ بلوں کی صورت میں اختیار کیا جاویگا۔ لیکن پرائیویٹ بل اس ایوان میں سب سے پہلے پیش کیا جائیگا۔ جسکا ممبر موجد ہو +

بجٹ مجلس قانونی میں پیش کیا جائیگا۔ اور وہ اس پر بحث کریگی لیکن اس کے ریزولیوشنوں کی حیثیت محض مشورہ کی ہوگی۔ اور انکی تعمیل لازمی نہ ہوگی۔ اس سے مقصد یہ ہے کہ دونوں ایوانوں میں معاملات قانونی میں اتحاد اور تطبیق پیدا کیجائے۔ لیکن اس مقصد کو امن وحفظ عامہ اور عدہ گورنمنٹ کو مدنظر رکھتے ہوئے حاصل کرنیکے لئے یہ طریق ہی کارگر ہو سکتا ہے۔ کہ کونسل آف سٹیٹ کے فیصلہ جات کو تفوق حاصل ہو

پریوی کونسل

اسکے علاوہ ہندوستان میں ایک پریوی کونسل کے قائم کرنیکی تجویز بھی کیگئی ہے۔ جس کے ممبر حاصل اثر و امتیاز ہونگے۔ اور جو ملک کے ہر طبقہ سے منتخب کئے جائینگے۔ پریوی کونسل کا کام یہ ہوگا کہ وہ عند الطلب حضور وائسرائے کو مشورہ دے +

اس طریق عمل کو خوبی اور خوش اسلوبی سے چلانیکے لئے یہ ضروری ہے کہ اس نگرانی میں ایک عرصہ تک کمی کی جائے۔ جو اسوقت انڈیا آفس یا وزیر ہند کیطرف سے حکومت ہند پر قایم ہے۔ اس لئے یہ تجویز کیجاتی ہے کہ پارلیمنٹ اور صاحب وزیر ہند کی نگرانی میں کچھ ترمیم ہونی چاہیئے۔ اور وزیر ہند کی تنخواہ ہوم گورنمنٹ کے بجٹ میں رکھی جانی چاہیئے جو تجاویز اوپر بیان کی گئی ہیں۔ وہ محض برطانوی ہندوستان پر اثر انداز ہونگی +

ہر صوبہ کیلئے صرف ایک ایوان (چیمبر) تجویز کیا گیا ہے۔ لیکن حکومت ہند کیلئے دو ایوان (چیمبرز) تجویز کئے گئے ہیں +

امن انتظامیہ کے فیصلے تو جیسا کہ موجودہ صورت ہے۔ گورنر جنرل باجلاس کونسل ہی کریں گے۔ ہاں اس میں اسقدر تبدیلی ہوگی کہ وائسرائے کی کونسل میں بجائے ایک ہندوستانی کے دو ہندوستانی ممبر ہونگے۔ اور جو حدود دفیتو اسوقت ممبروں کے تقرر پر ہیں وہ دور کر دیجائینگی +

نور کی نازک حالت کے متعلق دوست کیا فرماتے ہیں

۱۔ جناب قبلہ سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹ سے لکھتے ہیں :۔ ۱۸۔۷۔۱۸

مکرمی شیخ صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپکا قلم امداد کی خواست گاری میں قوم کے آگے جو کچھ التماس کر چکا ہے وہ حد سے متجاوز ہے۔ قوم کی بے التفاتی قابل رحم ہے۔ آپ کے لئے دعائیں بھی کم نہیں ہوئیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی توجہ بھی خاص ہے۔ پھر قوم کے ذی مقدرت اصحاب کا دل نہ پسیجنا کسی خاص ارادہ الٰہی کے ماتحت ہے۔ یہ قوم کی بدنصیبی ہوگی کہ نور کی روشنی ان سے الگ ہو جائے۔ اور آریوں اور سکھوں کے متعلق سلسلہ کی حمایت کی طاقت کو وہ کھو بیٹھیں میں نے آپ کے لئے جو کچھ درخواست قوم کے آگے پیش کی وہ بڑی امید سے تھی۔ مگر افسوس اثر نہ ہوا۔ ورنہ ۵۰ احمدی بزرگ اگر ہاتھ لمبا کرتے تو دشوار نہ تھا۔ خیر اللہ مالک ہے میں انشاء اللہ تعالیٰ ۱۰۰ روپیہ معہ ایک اور دوست کے ماہ جولائی میں عید کے بعد بھیجدونگا۔ اگر ممکن ہوا تو قبل از عید کیونکہ مجھے موقع بھیجنے کا تنخواہ کے حاصل ہونیپر ہے۔ اور ۱۰ جولائی سے پیشتر نہیں حاصل ہو سکتی۔ جن دوستوں کی خدمت میں آپنے نام بنام اطلاع دی ہے خدا کرے کہ وہ جلدی متوجہ ہوں (انمیں سے ابھی تک مکرم و معظم جناب نواب محمد علیخانصاحب اور مکرم و معظم جناب مولوی غلام اکبر خانصاحب مکرم سید عبدالمجید صاحب منصوری مکرم سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب اور مکرم سیٹھ ابوبکر یوسف صاحب نے عمل توجہ نہیں فرمائی حالانکہ آجکل ان کرمفرماؤں کی توجہ کا نور خصوصیت سے محتاج ہے) اور ان کی تحریک سے شاید دوسرے احباب بھی رگ غیرت ہی حرکت کریں ہو اللہ المستعان۔ خاکسار سید حامد شاہ سب جج ۱۸۔۷۔۱۸ سیالکوٹ

۲۔ جناب شیخ ہاشم علی صاحب گرداور قانونگو ۱۸۔۷۔۱۸ پٹیالہ سے لکھتے ہیں :۔ مخدومی مکرمی معظمی حضرت شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بتقریب گشت علاقہ میں جا کر ۱۲ کوس کی مسافت سے بوقت افطاری ڈیرہ آیا۔ اور فوراً ہی ڈاک نہیں دیکھ سکا۔ مغرب اور عشا کے درمیان میرے برادرزادہ نے کاغذات سرکاری کے علاوہ جناب کے مطبوعہ خط معہ رقعہ حضرت سید حامد شاہ کا ذکر بھی کیا۔ جسکو سنکر نہایت ہی رنج ہوا۔ اور افسوس بھی۔ اللہ تعالیٰ ہم احمدیوں پر رحم کرے جس کے افراد میں مجھ ایسے سیاہ کار اور گنہگار بھی ہیں۔ ادھر ادھر سے فراہم کر کے یا نقد روپیہ میں اکیلا دے سکتا ہوں مگر ہمت ہے نہ توفیق۔ مدت سے مل الگن نہیں رجلن نہیں۔ مذہبی سوز و گداز نہیں۔ ذوق و شوق نہیں۔ ہاں نام کا احمدی ہوں۔ بلکہ مذاق کا گنہگار ہوں۔ خیر جو کچھ ہے حاضر ہے۔ زیادہ نہیں۔ ورنہ محض دس روپیہ بھیجنے پر ہی کفایت نہ کرتا۔ ہاشم علی گرداور قانونگو

۳۔ جناب سیٹھ عبداللہ الہ دین سکندر آباد سے لکھتے ہیں بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم سکندر آباد ۲۹۔ جون ۱۹۱۸ء

مکرمی اخویم جناب محمد یوسف صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ آپکا خط اخبار وغیرہ پہنچے۔ جن کو پڑھ کر بہت رنج ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کیطرف سے آپ کی آزمائش ہے۔ انسان ایک کمزور ہستی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی رحم کرے۔ اور صبر کی توفیق اور ہمت دے۔ ورنہ انسان کے لئے برداشت کرنا بہت مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ آپکو ہمت دے۔ اور جلد یہ آزمائش میں کامیابی اور عظیم فتح عنایت کرے۔ آمین۔ میں نے شیعوں کی کتاب میں ایک حدیث پڑھی ہے۔ جسمیں ہمارے رسول مقبول نے فرمایا ہے۔ کہ جو مومن اس دنیا میں قسم قسم کی مصیبت میں ہونگے۔ وہ اُس دنیا میں دوسرے مومنوں سے کئی سال پیشتر جنت میں جاوینگے۔ تب وہ لوگ کہیں گے۔ کہ کاش دنیا میں ہم بھی مصیبت زدہ والوں میں سے ہوتے تاہم بھی ان کے ساتھ جنت میں جلد چلے جاتے۔ اس لئے آپ ہمت ہارنے کے عوض میں پہلے اپنے آپ کو بڑے خوش نصیب مومنین میں سے سمجھیں۔ آج کے روز خاکسار نے آپ کے نام پچیس ۲۵ روپیہ کا منی آرڈر آپکی خدمت میں روانہ کیا ہے۔ مہربانی فرما کر قبول فرمائیے۔ اور میں نے سالانہ دس روپیہ کا وعدہ کیا تھا۔ اس کے عوض میں آئندہ جب تک مجھ سے ہو سکیگا۔ انشاء اللہ ماہانہ پانچ روپیہ دیتا رہونگا۔ اس کے عوض میں آپ اپنے اخبار کے پانچ نسخے کسی آریہ یا سکھ جہاں مناسب سمجھیں وہاں روانہ فرماتے رہیں۔ اور یہ پانچ روپیہ کا ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو وی۔ پی کرتے رہنا۔ پہلی اگست کو پہلا وی۔ پی روانہ کرنا۔ اور انشاء اللہ میں آپ کے لئے دعا بھی کرتا رہونگا۔ آپ بھی میرے لئے مہربانی فرما کے دعا کرتے رہنا۔ میں نے گھر میں ذکر کیا میری اہلیہ نے اس کار خیر میں ۵ روپیہ دیئے ہیں۔ کل ۳۰ کا منی آرڈر ارسال کرتا ہوں۔ فقط اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو۔ خاکسار عبداللہ الہ دین +

۴۔ جناب بابو فخر الدین صاحب ہیڈ کلرک لاہور چھاؤنی سے لکھتے ہیں :۔ محب مکرم جناب شیخ صاحب ایدہ اللہ بنصرہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا ملفوف خط جسمیں آپ کا مطبوعہ رشتہ ہمارا تھا۔ پہنچا۔ اخبار میں بھی ہمیشہ آپ کے اس مضمون پر جو مضامین نکلتے رہتے ہیں۔ پڑھتا ہوں درحقیقت تمام مخلص احمدی بھائیوں کا فرض ہے۔ کہ اخبار نور کو جاری رکھنے کی پوری سعی کریں۔ اور قرض کے بار گراں سے اس اخبار کو جلد نکالیں۔ آپ نے جو ۳ تجاویز مقرر کی ہیں۔ ان میں سے تجویز اول کے مطابق ۱۰۰ روپیہ عنقریب بذریعہ منی آرڈر آپ کی خدمت میں پہنچا دونگا۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ توسیع اشاعت اخبار کے لئے بھی کوشش کرتا رہونگا۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی ہو۔ اور اس بوجھ سے جلدی آپ کو سبکدوش کرے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی سے دعاؤں کی خوب امداد لیں۔ انشاء اللہ سب کام درست ہو جائینگے۔ والسلام۔ عاجز فخر الدین کیل کورٹ ۵ چھاؤنی لاہور ۱۸۔۷۔۱۸

۵۔ جناب خان بہادر مولوی محمد حسین صاحب بی۔ اے۔ سسشن جج کانپور سے لکھتے ہیں :۔

مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ نور میں اپیل پڑھ کر دل پر بڑا اثر ہوا۔ گو میں اسوقت ایک طرح سے سفر میں ہوں۔ یعنی دورہ کے مقدمات کرنے کے لئے فتح پور میں ایک ہفتہ سے مقیم ہوں۔ لیکن دل نے یہ گوارا نہیں کیا کہ اپیل کا جواب کانپور پہنچنے تک ملتوی کیا جائے۔ ۱۰۰ آج ہی انشاء اللہ تعالیٰ اس رقم کا منی آرڈر کیا جائیگا۔ جو سید حامد شاہ صاحب نے نامزد کی ہے +

۶۔ جناب خواجہ زادہ محمد افضل خان انسپکٹر مخدوم رشید سے لکھتے ہیں :۔ برادرم محمد یوسف صاحب سلمہ اللہ المعین۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں آپ کے اخبار کا ابتدائی خریدار ہوں۔ میری طرف سے حتی المقدور کوئی کوتاہی نہیں ہوئی۔ جو ارشاد ہوا تعمیل ہوئی۔ آجکل کی حالت اخبار نور کی سخت صدمہ پہنچا آپ کو بلند ہمت ہونا چاہیئے۔ کیونکہ پیارے عمو رشاہزادہ اولعزم کی دعائیں آپ کے حق میں بہت ہی مفید ہونگی۔ انکی قبولیت دعا کا بفضلہ ایک میں نمونہ ہوں۔ جو مبلغ ۱۰۰ روپیہ امانت میں ارسال ہیں۔ رسیدگی سے نوازش فرمائیں اور میری دعا ہے کہ نور کو ہمیشہ منور دیکھوں۔ والسلام محمد افضل سب انسپکٹر مخدوم رشید۔ ملتان۔

۷۔ جناب شیخ غلام حیدر صاحب انسپکٹر پولیس بیشنر سیالکوٹ سے لکھتے ہیں :۔ مکرمی ایڈیٹر صاحب نور السلام علیکم ورحمۃ شوق بجواب نوازش نامہ گذارش ہے کہ آپکا اخبار واقعی ماہوشما سے اشاعت کا کام کر رہا ہے۔ بندہ نے پہلے بھی آج تک آپ کی تحریک پر خدا کے فضل سے کبھی دریغ نہیں کیا۔ اور نہ انشاء اللہ تعالیٰ اب ہوگا۔ آپ انشاء اللہ اطمینان فرماویں۔ اور بندہ کا نام بھی فہرست معاونین عتت والوں میں بڑی خوشی سے درج فرمالویں۔ اور جسوقت پچاس احباب معاونین کی فہرست مکمل ہو جاوے۔ (نوٹ۔ آپ دوسروں کی انتظاری نہ کیجئے۔ ورنہ تا تریاق از عراق آوردہ والا حساب ہو جائیگا۔ ترت دان مہاجن پر عمل کیجئے) اور وصولی کا اعلان آپ سے نافذ ہووے۔ اسی وقت انشاء اللہ عتت ۲۸۔ جون ۱۹۱۸ء

بندہ غلام حیدر انسپکٹر پولیس بیشنر سیالکوٹ محلہ حاجی پورہ +

(باقی آئندہ پرچہ میں درج ہوگا)